

جلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں



[www.sirat-e-mustaqeem.net](http://www.sirat-e-mustaqeem.net)

# بَحَارُ الْآخِرَارِ

مُلا مُحَمَّد سَدِّيقِ مَجَلِسِ رَحْمَہ

ترجمہ

مُولانا سید حسن امداد ممد اللہ

درِ حالات

[www.sirat-e-mustaqeem.net](http://www.sirat-e-mustaqeem.net)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۹ نمبر

# بَحَارُ الْآخَوَارِ

مُلا مُحَمَّد بَاقر مجلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد مدظلہ

در حالات

حَضَرَتُ إِمَامٍ مُحَمَّد تَقِي عَلِيهِ السَّلَامُ

حَضَرَتُ إِمَامٍ عَلِيٍّ عَلِيٍّ عَلِيهِ السَّلَامُ

حَضَرَتُ إِمَامٍ حَسَنِ عَسْكَرِي عَلِيهِ السَّلَامُ

محفوظ بکٹ کنپٹی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون: ۲۲۲۲۸۶

۳۹۱۴۸۲۳

نیکس: ۲۹۱۴۸۲۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# عرض مترجم

”بحار الانوار“ طبع جدید طہران عبدغیرہ مشتمل برجالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام  
اس میں بحار الانوار کی مضمون دار روایات کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ اگر کوئی اہل کو سامنے  
رکھ کر دیکھنا چاہے تو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ پھر ہر روایت پر ضمنی سرخیاں بھی قائم کر دی گئی ہیں  
تاکہ ناظرین کے لیے نفس مضمون کی تلاش آسان ہو جائے۔

ترجمہ کیا ہے؟ اس کا فیصلہ خود ناظرین کریں گے، اپنی طرف سے صرف یہ عرض ہے کہ  
ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک شیشی کا عطر دوسری شیشی میں اُنڈیلنے  
کی کتنی ہی کوشش کی جائے پھر بھی پہلی شیشی میں کچھ نہ کچھ گاموارہ جا ملے اور اُنڈیلنے والا معذور ہے

وَالسَّلَامُ  
”منتجم“

سید حسن اماد (ممتاز لافاضل)

اس کتاب ”بحار الانوار“ جلد نہم کے ترجمے کے  
جلد حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔  
نیز اس ترجمے کا کوئی جز یا کل کتاب کا بلا اجازت  
شائع کرنا خلاف قانون متصور ہوگا۔

مصنف \_\_\_\_\_ مولانا باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم \_\_\_\_\_ سید حسن اماد صاحب (ممتاز لافاضل)

طابع \_\_\_\_\_ سندھ آفیسٹ پریس۔ کراچی

کتابت \_\_\_\_\_ جعفر زید

ناشر \_\_\_\_\_ محفوظ ایکب کنبی۔ مارٹن روڈ کراچی

# محارر الاموار جلد نہم

## حصہ اول در حالات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

باب اول	صفہ نمبر
ولادت، وفات، اسماء و القاب	۱۵
ولادت و وفات	۱۷
سن ولادت و وفات کی تحقیق	۱۷
نقش خاتم، القاب، کنیت	۱۹
وقت ولادت کلمہ شہادتین	۱۹
اخبار العلوم	۲۱
وجہ انتقال	۲۲
شبیر موشی و عیسیٰ	۲۳
کم سنی میں خطبہ اول	۲۴
باب دوم	
آپ کی امامت کے متعلق نصوص	
نصوص امام رضا علیہ السلام	۲۸
مولود مسعود	۲۹
نبوت اور امامت کیلئے عمر کی قید نہیں	۳۱
نص امام موشی بن امام جعفر صادق	۳۲
ایک وقت میں دو امام	۳۳
تفویض امامت	۳۴
ثقل زبان	۳۸
علی بن جعفر بن محمد کی عقیدت	۳۸
باب سوم	
معجزات امام علیہ السلام	
علم قیامت سے ثبوت امامت	۴۰
عصا کی گواہی	۴۲
ازالہ شکوک	۴۲
افتر پردازی کی سزا	۴۳
ناکردہ گناہ کی سزا	۴۳
صدقہ کا صد	۴۴
علم الافکار	۴۴
شارح العلوم	۴۵
امام کی رسوائی کے لیے	۴۸
بیکردار باپ کی خدمت	۴۹
مبجذہ طعی الارض	۴۹
بصارت پلٹ آئی	۵۰
گھٹنوں کا درد دور ہو گیا	۵۱
میحا	۵۱
ایک اعجاز	۵۱
علم مافی الضمیر	۵۳
میحائی	۵۵
یہ فطرس والے ہیں	۵۷
اکوڑے مسرزد	۵۸

کنیز کی خسریداری	۶۰
لہو و لعل سے نفرت	۶۱
علم منایا	۶۲
حسن و رباب سے نفرت	۶۳
شکر الحمد للہ	۶۴
اخبار العلوم	۶۵
سامانی کس سے خریدا جائے	۶۶
علم الاخبار	۶۶
غسلِ امام بدست امام	۶۷
تدفینِ امام کے لیے	۷۱
قتلِ امام پر مامون کی مذمت	۷۲
باب چہارم	
ام الفضل بنت مامون سے عقد اور	
احتجاج و مناظرے	
مامون اور خطبہ نکاح	۷۶
ام الفضل کا مہر	۷۶
اختلاف و احتجاج	۷۷
فقہی مسائل کا جواب	۸۱
بابرکت دن	۸۳
ام الفضل کا شکایتی خط	۸۷
یحییٰ بن اکثم سے مناظرے	۸۴
رُعب امامت	۸۷
باب پنجم	
فضائل و مکارم الاخلاق	
کم سنی میں بیس ہزار مسائل کا جواب	۹۰
چند سوالات	۹۳
اعجازِ امام	۹۵
برادر ایمانی سے سلوک	۹۶
روافض کی پختہ اعتقادی	۹۷
اسناد حرزِ جواد	۹۸
علماء و فقہاء و علمائے علم کی آزمائش	۱۰۱
دریائے وجہ کے پانی کا علم	۱۰۳
کھجور کا شربت	۱۰۳
فضا میں دریا اور دریا میں مچھلیاں	۱۰۴
زلزلوں سے نجات کا عمل	۱۰۵
امرِ طاہرین کی طرف سے طواف کعبہ بجالانا	۱۰۵
گھر سے نکلے تو بڑے دروازے سے	۱۰۶
ہریہ کسی کا بھی واپس نہیں کرنا چاہیے	۱۰۷
منبر رسول سے تعارف	۱۰۷
آپ کے اصحاب	
زکریا بن آدم	۱۰۸
محمد بن عبد العزیز	۱۰۹
علی بن ہزیر	۱۰۹
صالح بن محمد بن سہیل	۱۱۰
خیران بن قراطیسی	۱۱۰
ابراہیم بن محمد ہمدانی	۱۱۱

# حصہ دوم امام دھم

حضرت ابوالحسن ثالث امام علی نقی ابن امام محمد تقی علیہما السلام

## باب اول

القاب، کنیت، ولادت و شہادت

جائے سکونت  
اسم گرامی  
والدہ محترمہ  
تاریخ ولادت  
نقش خاتم  
تاریخ وفات جائے دفن، خلفاء وقت

## باب دوم

امامت کیلئے اقوال و نصوص امام

قوم کا اجتماع

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی نص  
ابوالحسن مجاہد سے مشابہ ہے

## باب سوم

اخبار و معجزات

ملکیت امام

ایک معجزہ

سنگریزوں کا سونے میں تبدیلی ہونا۔

ہوانے امام کا احترام کس طرح کیا۔

اللہ کی طرف سے میرے لیے یہ انتظام ہے

ایک بروصہ کی صحت

ایک ہندی شیعہ باز کی ہلاکت

ایک اور معجزہ

ترکی سردار کے بچپن کا نام

اخبار العلوم

ایک ظالم حاکم سے نجات

منجانب اللہ گرم پانی کا انتظام

تم اللہ کی کون کونسی نعمتیں کا شکر ادا کرو گے

ستر من رے اُجڑنے کی پیش گوئی

حق بمقدار رسید

علم الاخبار

ایک اور اعجاز

علم مافی الضمیر

علم مافی الارحام

علم مینا یا

زیر مصیبت جواب مسئلہ

دعا قبول حاجات

استجابت دعا

سخاوت

احیائے موتی

سال کے چار دن جن میں روزے رکھے جائیں

مردموزن کے قرض کی ادائیگی

تاریک التبیۃ تارک الصلوۃ کے برابر ہے

محمد میرے جد ہیں یا آپ کے؟

فارسی زبان کا علم

سقلانی زبان میں گفتگو

عطائے محمد عطائے علی

امام اور اسب کا مکالمہ

پرندوں کی نظر میں امام کا احترام

امام کی فوج کی شان

متوکل نے امام کی زیارت پر پابندی لگا دی

رعب امام

میں امامت کا کیوں قائل ہوا؟

زمین کے ہر خطے میں قبریں ہیں

طی الارض

زینب بنت فاطمہ ہونے کی دعویٰ دار

مال کثیر کا مفہوم

یحییٰ بن اکثم کے مسائل اور ان کے جوابات

سزا کے خوف سے اسلام لانے کی سزا

معرفت پر ایک تفصیلی گفتگو

یزداد طبیب

باب چہارم

خلفائے وقت

متوکل کا ارادۂ قتل

ارادۂ گرفتاری

اسیری اور پھر ارادۂ قتل

مدینہ سے روانگی

بنی ہاشم کا پاپیادہ جلوس

متوکل کے قتل کی پیش گوئی

متوکل کے لیے بددعا

شرکاء قتل

صد رحی

محمد بن حنفیہ کی اولاد کی جرأت و دلیری

یوم بعض الظالم

گریبان چاک کرنے کا جواب

باب پنجم

اولاد امام اور حالات جعفر کذاب

اولاد امام علی نقی علیہ السلام

جعفر کا کردار برادران یوسف جیسا

جعفر کا امام کی نقیض پر مقرر ہونا

جعفر کذاب کے متعلق توفیق امام عصر

یہ سنگ خاندان ہے

جعفر کذاب کا حضرت جعفر طیار کے

خاندان کی لڑکی کا فروخت کرنا

باب ششم

احوال اصحاب امام علیہ السلام

سہیل بن یعقوب ابو نواس

اختیارات امام

دربان و وکیل

ابوالغوث شاعر آل محمد

بنا غلام ترکی کے بارے میں رسول کی دعا

اصحاب امام

فارس ایک قابلِ خدمت شخص تھا

ابوالہاشم جعفری

ابوعلیٰ کو حسین بن عبد ربہ کا قائم مقام بنانا

ابوعلیٰ بن راشد کے متعلق امام کا خط

الیس بن حمزہ قمی کو دعا کی تعلیم

میرے لیے حاضرِ حینی میں دعا کی جلتے

# حصہ سوم امام یازم حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

## باب اول سکونت و ولادت القاب اور نقش خاتم

۲۵۲	قید خانے میں ؟
۲۵۳	زمین کے خزانوں کی کنجیاں
۲۵۳	تمام ائمہ برابر ہیں
۲۵۴	حجت اللہ اور دوسروں میں فرق
۲۵۴	ایک زائر کے ساتھ سلوک
۲۵۵	حضرت علی کا لون بکالی سے خطاب
۲۵۶	امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے
۲۵۶	خواب اور بیداری میں کوئی فرق نہیں
۲۵۷	بدکار غورتوں سے متعہ کی ممانعت
۲۵۸	فرش پر اتیار کے قدموں کے نشان
۲۶۰	صاعد نصرانی کا ایمان لانا

## باب چہارم معجزات و کرامات

۲۶۴	سنگریز پر ائمہ طاہرین کی مہریں
۲۶۵	معجزہ نما سُرمد سلانی
۲۶۶	فصد میں خون کے بدلے دودھ نکلا
۲۶۰	طی الارض
۲۶۱	کنویں کے پانی کا بلند ہونا
۲۶۲	عسکریتین کے روضہ کی کرامت
۲۶۲	درندے بھی معرفت امام رکھتے ہیں
۲۶۲	زمین نے حسب ضرورت سونا چاندی اگل دیا
۲۶۳	قلعہ کا غر خود بخود جلتے لگا

۲۳۰	جائے سکونت
۲۳۰	تاریخائے ولادت اور شہادت امام
۲۳۲	القاب و کنیت
۲۳۲	نقشی خاتم

## باب دوم

### نصوص در امامت

۲۳۶	امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد
۲۳۶	امام علی النقی علیہ السلام کی نص
۲۳۷	نصوص و احادیث

## باب سوم

### مکارم الاخلاق و دیگر امور

۲۴۴	سر قدس کا نور
۲۴۴	اطلاع آمد امام مہدی علیہ السلام
۲۴۵	ظہور امام عصر علیہ السلام اور انہدام منائر
۲۴۵	اسحاق کندی کی تناقض قرآن
۲۴۷	دشمن سے درس کا طریقہ
۲۴۷	شاعر متوکل سے سلوک
۲۴۷	علم امامت اعمال بندگان
۲۴۹	زعب امامت
۲۵۱	...

قید خانہ بھی آپ کو پابند نہ کر سکا  
کیش گھوڑا آپ کا منقطع ہو گیا۔

## باب پنجم انجاء النجوم بحار العلوم

۲۷۸	نبی کی بڑی اور راسب
۲۷۹	ماسوس کی نشاندہی
۲۸۱	معتمد کی قید سے رہائی کا علم
۲۸۲	دشمن تو ہماری نسل قطع کرنا چاہتا ہے
۲۸۲	بڈیوں کا خطرہ
۲۸۳	علم اصلاب و ارحام
۲۸۳	علم ارحام
۲۸۳	بغیر روشنائی کی تحریر کی شناخت
۲۸۴	جج کو جاؤ پیاس کا کوئی خطرہ نہیں
۲۸۴	مستقبل کا علم
۲۸۵	گھوڑے کی فروخت کا حکم
۲۸۶	علم بلایا
۲۸۷	کس نے کونسا مال چڑھایا
۲۸۸	تیری جائیداد واپس مل جائے گی
۲۸۸	بغیر طلب خاتم بخشی
۲۸۹	قرآن کا مخلوق خدا ہونا
۲۸۹	ٹوپی و دیسل امامت
۲۹۰	دعا و دیسل امامت
۲۹۰	علم مافی الضمیر
۲۹۳	علم الانساب
۲۹۵	علم مستقبل
۲۹۵	معتمد کی معزولی
۲۹۶	مستعجبانہ گرفتاری و عذاب

۲۹۶	مہدی کی مدت عمر کا خاتمہ
۲۹۶	مہدی کے قتل کی پیش گوئی
۲۹۷	تین دن کے بعد خوشخبری کی اطلاع
۲۹۸	گمشدہ غلام کی نشاندہی
۲۹۸	علم منایا
۲۹۹	اللہ فضل پر دم کرے
۳۰۳	مستقبل کا علم
۳۰۳	مشکوٰۃ سے مراد
۳۰۴	کنیز کی موت کا علم
۳۰۴	عروہ بن یحییٰ کے لیے بددعا
۳۰۵	زبیری کے لیے بددعا
۳۰۵	ابن ہلال سے برائت کا اعلان
۳۰۵	باب ششم تفاسیر آیات قرآنی و اقوال زریں
۳۰۸	اپنے کام سے کام رکھو
۳۰۹	واقفیوں سے ترک مولات کرو
۳۰۹	انگلی کے اشارے سے ہدایت
۳۱۰	ایک دوستدار کو دُعا کی تعلیم
۳۱۰	حزب اللہ کا شمار
۳۱۱	فقسر سے گناہ معاف ہوتے ہیں
۳۱۱	شرک خفی
۳۱۲	حکیم تقیت
۳۱۲	جائز نفع
۳۱۲	تعوذ برائے نوبی نجات
۳۱۳	تم لوگ بہت کرو دشمن کیلئے کافی ہو
۳۱۳	لوگوں کے تین طبقے
۳۱۵	من کفرت مولاً کا مطلب



## ① = جائے سکونت

میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سرمن رانے (سامان) کے جس محل میں سکونت پذیر تھے اس نام عسکر تھا اسی لیے ان دونوں حضرات کو عسکر (عسکرتین) اور ہر ایک کو علیہ عسکری کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

(علل الشرائع باب ۱۶۷)

## ② تاریخائے ولادت و وفات اور جائے ولادت، مت امامت و اسم والدہ گرامی

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینہ منورہ کے اندر ماہ ربیع الاول میں تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی حدیثہ تھا۔ آپ کی مت امامت چھ سال تھی۔

(الارشاد صفحہ ۲۱۵)

• کتاب مصباح کفعمی میں ہے کہ حضرت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا علیہ السلام دس ۱۰ ربیع الآخر ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے۔

• شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب "حدائق الریاض" میں بھی یہی تاریخ ولادت مرقوم ہے۔ (تقابل الاعمال - حدائق الریاض)

• کتاب الدرر میں ہے کہ آپ کی والدہ کا اسم گرامی حدیثہ تھا۔ آپ مدینہ منورہ کے اندر ماہ ربیع الآخر میں تولد ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ دوشنبہ کے روز تولد ہوئے۔ (الدرر)

• آپ کی ولادت ۸ ربیع الآخر روز جمعہ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے

آپ مقام سرمن رانے کے اندر ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے چھ سال بعد آپ کا عہد امامت چھ سال رہا۔ اور اس

چند ماہ معترض کی حکومت رہی، اس کے بعد ہند کی حکومت، پھر معتمد کی حکومت ہو گئی۔ اور معتمد کی حکومت کے پانچ سال گزر جانے کے بعد آپ نے شہادت پائی اور سرمن رانے میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقت شہادت آپ کی عمر کل چھ بیس سال کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۸ سال تھی۔ آپ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کی ابتدائی تاریخوں میں بیمار ہوئے اور ۸ ربیع الاول روز جمعہ وفات پائی۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

• محمد بن طلحہ نے اپنی کتاب "کشف الغمۃ" میں تحریر کیا ہے کہ آپ کی ولادت ۲۳۲ھ میں ہوئی آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی سوسن تھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب الناصب تھا۔ (کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

• آپ نے ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں وفات پائی، اس طرح آپ کا سرمن وفات کے وقت ۲۹ سال کا تھا جس میں سے ۲۳ سال اور چند ماہ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ رہے اور ان کی رحلت کے بعد پانچ سال چند ماہ اپنے عہد امامت میں بسر کیے۔ آپ کی قبر سرمن رانے (سامانہ) میں ہے۔ (کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)

• حافظ عبدالعزیز بغدادی کا بیان ہے کہ آپ کا لقب عسکری ہے ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور سنہ ۲۶۰ھ کے اندر عہد معتمد میں وفات پائی۔ آپ کی قبر سامانہ میں ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو سرمن رانے میں وفات پائی، اس وقت آپ کا سن مبارک ہونے اٹھائیس سال کا تھا۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کا نام نامی حریرہ تھا۔ آپ کی قبر سرمن رانے میں آپ کے پدر گرامی کی قبر کے پہلو میں ہے۔

(کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)

• کتاب الدلائل میں حمیری کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ابن حضرت امام علی نقی علیہ السلام ماہ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ میں تولد ہوئے اور ۸ ربیع الاول روز جمعہ سنہ ۲۶۰ھ میں آپ نے انتقال فرمایا، اس وقت آپ کا سن مبارک اٹھائیس سال کا تھا۔ (کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۳)

• اسلام النوری میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام مدینہ منورہ میں روز جمعہ ۸ ربیع الآخر سنہ ۲۳۲ھ کو تولد ہوئے اور آپ کے سرمن رانے میں ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ کو وفات پائی، اس وقت آپ کا سن اٹھائیس سال کا تھا۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں جن کو حدیثہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کے

میت امامت چھ سال تھی۔

آپ کے القاب الہادی، السراج اور العسکری ہیں آپ اور آپ کے پیر بزرگ اور آپ کے جد نامدار یہ سب اپنے اپنے زمانے میں ابن رضا کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے عہد امامت میں معتز کی آخری چند ماہ کی حکومت رہی۔ پھر ہندی خطہ گیارہ ماہ اٹھائیس یوم حکومت کی اس کے بعد احمد معتمد علی اللہ بن جعفر متوکل نے بیس سال کی عمر میں حکومت کی مگر جب اس کی حکومت کو پانچ سال ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی قبض روح فرمائی۔ اور آپ بھی سرمن رائے میں اپنے پیر گرامی کے ساتھ دفن کیے گئے۔

ہمارے اکثر اصحاب کا خیال ہے کہ آپ کو زہر سے شہید کیا گیا۔ جس طرح آپ کے پیر بزرگ اور جد نامدار بلکہ جمیع امت اہلبار کو زہر سے شہید کیا گیا۔ وہ لوگ اس کی دلیل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”واللہ ما ماتنا الا مقتول شہید“ (ذکر فی قسم ہم میں سب کے سب مقتول و شہید ہیں۔) (واللہ اعلم)

(اعلام الوری ص ۲۲۲)

### ۳ = القاب و کنیت

آپ کو الصامت، الہادی، الرقی، الزکی، النقی کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ کنیت ابو محمد تھی۔ نیز آپ کے اور آپ کے پیر عالی قدر حضرت امام علی النقی علیہ السلام اور آپ کے جد نامدار حضرت امام محمد تقی جو اپنے اپنے زمانے میں ابن رضا کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کی والدہ گرامی اُم ولد تھیں جن کا نام نامی حدیث ہے۔ آپ کے صرف ایک منہ زند امام قائم آل محمد علیہ السلام ہیں۔ (جو ابھی تک زندہ ہیں، ہماری نظروں سے پوشیدہ جب خدا کا حکم ہوگا ظاہر ہوں گے۔)

(منابع آل ابی طالب جلد ۴ ص ۱۴)

### ۴ = نقش خاتم

آپ کا رنگ کھلتا ہوا گندمی تھا۔ آپ کا نقش خاتم سبب ان من له مقالید السموات والارض تھا۔

(فصول المہمہ)

مصباح کفخی میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دوشنبہ کے روز چار ربیع الثانی ۴۲۲ھ میں تولد ہوئے۔ اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ دس بیچانی آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ آپ کا نقش خاتم: ”اَنَا اللہ شہید“ یا ”اِنَّ اللہ شہید“ تھا۔

(مصباح کفخی)

عیون المعجزات میں ہے کہ ہمارے اصحاب کی روایت کے مطابق آپ کی والدہ گرامی کا نام شریعت سبیل تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حدیث تھا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ ان کا نام سبیل تھا۔ یہ زنان عارفات و صالحات تک سے تعین روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ۴۲۲ھ میں تولد ہوئے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ربیع الآخر ۴۲۲ھ میں تولد ہوئے آپ کی والدہ گرامی اُم ولد تھیں جن کو حدیث کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(کافی جلد ۱ ص ۵۳)

دس بیان: آپ کے دو بیان عثمان بن سعید اور حسین بن روح فوجی (نہنجی) تھے۔ تصانیف: حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ایک کتاب ۲۵۵ھ میں ملی جو آپ کے حالات پر مشتمل تھی جس کے ترجمے کا نام ”رسالہ منقبت“ ہے۔ جو اکثر مسائل حلال و حرام پر مشتمل ہے اس کتب کی ابتدائی عبارت یہ ہے:

اخبرنی علی بن محمد بن علی بن موسیٰ۔

خیبری نے کتاب موسوم بہ ”مکاتبات الرجال عن العکری“ میں احکام دین کے ایک حصہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

ثقات: آپ کے ثقات (محدثین) میں سے علی بن جعفر حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے کارپرداز تھے۔ ابو اسحاق داؤد بن قاسم جعفری جنہوں نے پانچ ائمہ کا زمانہ دیکھا۔ داؤد بن ابو یزید نیشاپوری، محمد بن علی بن بلال، عبد اللہ بن جعفر حمیری قتی، ابو عمرو عثمان بن سعید عری، زیات و سمان، اسحاق بن ربیع کوفی، ابو القاسم مجاہد بن یزید فارسی اور ابراہیم بن عبید اللہ بن ابراہیم نیشاپوری تھے۔

وکلان: آپ کے وکلان میں محمد بن احمد بن جعفر اور جعفر بن سہیل صیقل بن ابی ان و نول نے آپ کے پیر بزرگ اور اصحاب آپ کے فرزند کا زمانہ بھی دیکھا تھا۔

اصحاب: محمد بن حسن صفار، عبد اللہ بن علی بن سید نیشاپوری، ابو طالب بن جعفر فغانی اور ابو خضر بن علی بن محمد بن



آپ نے فرمایا کہ جو بات میں تم سے کہوں، وہ اُس تک پہنچا دو گے؟  
اُس نے کہا: جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، اچھا جاؤ پہلے کسی صورت سے اُس کا مقرب حاصل کر کے اُس پر کرنے کی کوشش کرو۔ پھر جب وہ تم سے ملو تو جانتے تو اُس سے یہ کہنا کہ ایک سوال میرے ذہن میں آیا ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

وہ یقیناً کہے گا کہ پوچھو۔  
تم کہنا کہ یہ بتائیے، وہ متکلم جس کے کلام کا نام قرآن ہے اگر وہ آپ کے پاس آئے تو کیا اُس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے کلام کا وہ مطلب نہ بتائے جو آپ نے بتایا ہے بلکہ کہ اور مطلب بتائے؟

اُس کے جواب میں وہ کہے گا، ہاں، اس کے لیے یہ جائز ہے کیونکہ وہ کلام اسی کا ہے جب وہ یہ کہے تو پھر تم کہنا کہ: پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے، اللہ نے اپنے کلام کے وہ معنی مراد نہ لیے ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں، اس طرح آپ غلطی کر رہے ہیں۔  
الغرض وہ شاگرد اپنے استاد اسحاق کندی کے پاس پہنچا اور بڑے تلفظ و نطق کے ساتھ اُس نے اپنے استاد کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا۔

کندی نے کہا، کیا کہا، پھر کہو۔  
شاگرد نے یہ مسئلہ پھر پیش کیا، تو وہ سوچ میں پڑ گیا اور بولا، تمہیں قسم ہے، یہ سوال تم کو کس نے بتایا ہے؟

اُس نے کہا، کسی نے نہیں۔ یہ سوال از خود میرے دل میں پیدا ہوا۔  
کندی نے کہا، ہرگز نہیں، تم جیسا آدمی ایسا سوال کریں نہیں سکتا۔ سچ بتاؤ، یہ کس نے تم کو کس نے بتایا ہے؟

بالآخر اُس کو کہنا پڑا کہ مجھ سے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا تھا۔  
اسے یہ سوال کیا جائے۔

کندی نے کہا، ہاں اب تم نے صحیح بات بتائی ہے۔ اس قسم کا سوال تو سوائے اہل بیت کے اور کسی کے ذہن میں آج نہیں سکتا۔  
اس کے بعد اُس نے آگ منگوائی اور اُس وقت تک تناقض قرآن کے متعلق جو کہہ لکھا

وہ سب حبلادیا۔

## ⑤ = دشمن دوستی کرنے کا طریقہ نام

محمد بن اسماعیل علوی سے روایت ہے کہ علی بن اوتاش جو ایک شدید دشمن آل محمد تھا اور آل ابوطالب پر تشدد کیا کرتا تھا۔  
ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اُس کے پاس بیٹھے تھے راوی کا بیان ہے کہ ابھی آپ ایک ہی دن بیٹھے تھے کہ اس کی گردن آپ کی غصت و جلالت قدر کے سامنے جھک گئی، آپ کے سامنے اُس کی نگاہ نہ اٹھتی تھی جب آپ اس کے پاس سے اُٹھے تو بہترین صاحب بصیرت بن چکا تھا اور آپ کی مہر صراحتی کر رہا تھا۔  
(اعلام الوری ص ۲۵۹، الارشاد مفید ص ۲۶۶)

## ⑥ = شاعر متوکل کے ساتھ سلوک

شاعر متوکل ابو یوسف قصیر کا بیان ہے کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا میں اُس وقت بالکل تنگ دست تھا۔ میں نے کئی آدمیوں کے پاس مالی اعانت کے لیے رقعے لکھے، مگر میرا قدم ہر جگہ سے بے نیل و رام واپس آیا، تو میں نے اپنے دل میں کہا، اب میں خود ہر ایک کے دروازہ پر حائل گا۔  
الغرض جب میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے ابو حمزہ نکلا، اس کے پاس ایک سیاہ تھیلی تھی جس میں چار سو درہم تھے۔  
اُس نے کہا، میرے آقا فرماتے ہیں کہ اے یہ رقم اپنے مولود پر خرچ کر اللہ تعالیٰ تجھے مبارک کرے۔

## ⑦ = علم امامت اور اعمال بندگان

ابو القاسم علی بن راشد سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام کے زمانے میں علویوں میں سے ایک شخص طلب معاش کے لیے ترمین رائے سے ملا و جبل کی طرف چلا۔ راستے میں ایک مرد بھاری سے ملاقات ہو گئی۔  
اس نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟  
مرد علوی نے کہا، ترمین رائے سے آ رہا ہوں۔  
اُس نے پوچھا، فلاں گل کا دروازہ فلاں جگہ ہے، تم پہنچتے ہو؟

مرد علوی نے کہا، جی ہاں۔  
اُس نے کہا، تمہیں حضرت حسن بن علی کا بھی کچھ حال معلوم ہے؟  
مرد علوی نے کہا، نہیں۔

اُس نے کہا، تم کہاں جا رہے ہو؟

مرد علوی نے کہا، بلاذ جبل کا ارادہ ہے۔

اُس نے کہا، بلاذ جبل کیوں جا رہے ہو؟

مرد علوی نے کہا، روزی کمانے کے لیے۔

اُس نے کہا، اچھا تو میں تم کو پچاس دینار دیتا ہوں یہ لو اور پلٹ چلو مجھے حضرت

حسن بن علی علیہ السلام تک پہنچا دو۔

مرد علوی نے کہا، بہتر ہے۔

اُس نے مرد علوی کو پچاس دینار دیے اور وہ اُس ہمدانی کے ساتھ واپس آیا۔

پہنچا، دونوں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے۔

اذن باراوی، اذن مل گیا، دونوں بیت الشرف میں داخل ہوئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صحن خانہ میں

وسرما تھے۔

جب امام علیہ السلام کی نظر اُس مرد حبلی ہمدانی پر پڑی تو آپ نے فرمایا، تم فلاں

فلاں ہو؟

اُس نے عرض کیا، جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، تمہارے والد نے تمہیں میرے لیے وصیت کی تھی، تم اُس وصیت

کو پورا کرنے کے لیے آئے ہو، تمہارے پاس چار ہزار دینار ہیں۔ وہ مجھے دو۔

اُس نے عرض کیا، جی ہاں۔

یہ کہہ کر اُس نے وہ رقم آپ کے سامنے رکھ دی۔

پھر آپ اُس مرد علوی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، تم طلب معاش کے لیے بلاذ جبل

جا رہے تھے۔ اُس ہمدانی نے تمہیں پچاس دینار دیے، تم اُس کے ساتھ واپس آئے۔ اب

تم کو پچاس دینار اور دیتے ہیں۔

یہ فرما کر آپ نے اُس مرد علوی کو پچاس دینار عطا فرمائے۔

(کشف المغتہ جلد ۲ ص ۲)

## ④ = رُعبِ امامت

تلعکبری رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ  
میں ایک دن ابوعلی محمد بن ہمام رحمۃ اللہ کی ڈلوڑھی میں چوتھے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے ایک ضعیف  
شخص کا گزر ہوا، جو اونی کوٹ پہننے ہوئے تھا، اُس نے ابوعلی کو سلام کیا۔ اُنھوں نے جواب سلام دیا۔  
اور وہ شخص چلا گیا۔

ابوعلی نے کہا، تمہیں معلوم ہے یہ کون تھا؟

میں نے کہا، نہیں۔

ابوعلی نے کہا، یہ ہمارے آقا حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا لازم ہے

کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ اس سے اپنے آقا کی کوئی حدیث سنو؟

میں نے کہا، ہاں۔

اُنھوں نے کہا، تمہارے پاس اس کے دینے کے لیے کچھ ہے؟

میں نے کہا، ہاں، دو درہم صبح رہیں گے۔؟

اُنھوں نے کہا، اس کے لیے یہ کافی ہے۔

الغرض میں اس کے پیچھے گیا اور اُس سے جا کر کہا کہ تم کو ابوعلی بن ہمام بلاتے ہیں، کیا

تم اُن کے پاس جانا پسند کرو گے؟

اُس نے کہا، جی ہاں۔ بسر و چشم۔

پھر ہم دونوں ابوعلی بن ہمام کے پاس آئے وہ اُن کے پاس بیٹھ گیا۔

ابوعلی نے مجھے اشارہ کیا کہ اسے دو درہم دے دو۔

میں دینے لگا تو اُس نے کہا، اس کی کیا ضرورت ہے۔

میں نے اصرار کیا اور وہ دو درہم اس کو دیے۔

پھر ابوعلی بن ہمام نے اُس سے کہا، اب عبد اللہ محمد، حضرت ابو محمد امام حسن عسکری

کے متعلق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے بیان کرو۔

اُس نے کہا، میرے مالک علویوں میں سب سے زیادہ مرد صالح تھے، میں نے تو

ان جیسا کوئی آدمی ہی نہیں دیکھا۔ وہ مشکلی اور نیلگوں زین پر سوار ہوتے اور ہر دو شنبہ اور چہ شنبہ کو

سرمن رائے میں دار الخلافہ کو جایا کرتے۔ چنانچہ جب آپ اپنے معین دن میں تشریف لے جاتے تو

وہاں لوگوں کا عظیم اڑہام ہوجاتا۔ سارے راستے سوار لڑتے سمجھے جاتے، ہر طرف خچری خچر اور

گدھے ہی گدھے نظر آتے، اتنی بھی جگہ نہ ہوتی کہ آدمی پیدل ہی اس کے اندر سے گزر جائے۔ اُس کا بیان ہے کہ مگر جب میرے آقا وہاں پہنچتے تو کیا آدمی اور کیا جانور سب خاموش ہو جاتے، نہ چمڑوں کی ہنہناہٹ ہوتی نہ گدھوں کی آواز۔ آپ کو دیکھ کر سارے جانور ادھر ادھر ہٹ جاتے، درمیان میں وسیع راستہ خالی ہو جاتا اور آپ بغیر کسی مزاحمت کے اندر داخل ہو جاتے اور اپنی مخصوص جگہ پر تشریف فرما ہو جاتے، اور جب دربار سے برآمد ہوتے تو خلیفہ دربار کو حکم دیتا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری لاؤ۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا شور و غل، گھوڑوں کی ہنہناہٹ وغیرہ سب ختم ہو جاتی سارے سواروں کے جانور ادھر ادھر ہٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ انتہائی سکون و وقار کے ساتھ سوار ہو کر وہاں سے تشریف لے جاتے۔

اُس ملازم کا بیان ہے کہ ایک دن خلیفہ نے معینہ دنوں کے علاوہ آپ کو بلا لیا۔ چیز آپ پر بہت شاق ہوئی، خوف تھا کہ علویوں اور ہاشمیوں میں سے جو لوگ آپ کے رشتہ اور منزلت کو دیکھ کر آپ سے حد کرتے تھے انھوں نے خلیفہ سے آپ کی چغلی کر دی ہوگی آپ جب سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے اور دار الخلافہ پہنچے تو کہا گیا کہ خلیفہ تو دربار سے اٹھ چکا۔ اب آپ چاہیں تو یہاں تشریف لے جائیں اور چاہیں تو تشریف لے جائیں۔

اُس ملازم کا بیان ہے کہ آپ وہاں سے پلٹے اور جانوروں کے بازار میں آئے وہاں بڑا شور و غل تھا، بڑی بھیڑ بھاڑ اور لوگوں کا ازدحام تھا مگر جب آپ بازاریں پہنچے تو ہر طرف خاموشی چھا گئی نہ کسی انسان کی آواز بلند ہوئی نہ جانوروں کی۔

الغرض آپ جا کر اس بیوپاری کے پاس بیٹھ گئے جو آپ کے لیے جانور وغیرہ خرید کرتا تھا۔ اس نے آپ کے سامنے ایک ایسا خطرناک و شریر گھوڑا پیش کیا جس کے پاس جانور کی کوئی ہمت نہ کرتا تھا۔ بیوپاریوں نے اسے آپ کے ہاتھ اصل قیمت سے بھی کم یعنی گھائے پر فروغ کر دیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا اے محمد امجد! اور اس پر زین کس دو۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ انھوں نے مجھے کبھی کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں جو میرے لیے باعثِ اذیت ہو، اور اس لیے میں نے آگے بڑھ کر اس کا تنگ کھولا اور اس پر پشت پر زین رکھ دی۔ وہ بالکل چپ چاپ رہا، اُس نے کوئی حرکت نہ کی۔ میں اسے لیکر آپ کے پاس آیا، تاکہ اسے لیس کر چلا جائے کہ اتنے میں وہ بیوپاری دوڑتا ہوا آیا اور بولا: میں یہ گھوڑا نہیں بیچنا چاہتا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا، پھر یہ ان لوگوں کو واپس کر دو۔ بیوپاری اسے لینے کے لیے آگے بڑھا تو گھوڑے نے اس کی طرف ایسا رخ کیا کہ وہ ڈر کے مارے بھاگا۔

ملازم کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا ہم نے چھوڑا آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہم وہاں سے چلے تو وہ بیوپاری پھر دوڑتا ہوا آیا اور بولا:

اس گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ ڈر ہے، کہیں آپ اسے خرید کر لے جائیں اور پھر اسے واپس نہ کر دیں۔ اگر آپ کو علم ہے کہ یہ گھوڑا کس قدر بد سرشت و شریر ہے اور اس کے بعد بھی آپ اس کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیجیے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے علم ہے

بیوپاری نے کہا، تو پھر میں نے فروخت کیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا کہ گھوڑا سیلو۔

میں اسے لیس کر اصطبل آیا۔ نہ اس نے کوئی حرکت کی اور نہ مجھے سستا یا۔ میرے آقا کی برکت تھی۔

ابو علی بن ہمام کا بیان ہے کہ یہ گھوڑا لوگوں میں تو بخوار مشہور تھا، وہ دو پاؤں پر کھڑا ہو جاتا۔ اپنے مالک کو لات مارتا اور پھینک دیتا تھا۔

اُس ملازم کا بیان ہے کہ میرے آقا تمام علویین اور ہاشمیین میں سب سے زیادہ مریض صانع تھے، انھوں نے کبھی نبیذ کو منہ نہ لگایا، آپ محرابِ عبادت میں بیٹھے سجدے میں جاتے اور سجدے ہی میں سوجاتے پھر بیدار ہوتے، پھر سو جاتے، غذا کم تناول فرماتے۔ آپ کے لیے اخیر اور انگوڑ وغیرہ لائے جاتے تو اس میں سے ایک یا دو دانے کھالیتے اور فرماتے:

اے محمد! اسے جاؤ اپنے بچوں کو دے دینا۔

میں پوچھتا، کیا سب اٹھائے جاؤں؟

آپ فرماتے، ہاں سب لیجاؤ۔

المختصر میں نے اُن سے بہتر کوئی آدمی نہیں پایا۔ (غنیۃ الشیخ صفحہ ۱۳۹)

⑤ = آلِ محمد اللہ کے مکرم بندے ہیں

اور میں بن زیاد کفر تو تائی کا بیان ہے کہ میں حضراتِ آلِ محمد کے متعلق مباغہ آمیز بڑی بڑی باتیں کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی ملاقات کی غرض سے  
عسکر پہنچا۔ سفر کی وجہ سے بہت تھکا ماندہ تھا اس لیے ایک تمام کی دکان پر گیا، وہیں بڑے سودا  
اور آنکھ اس وقت کھلی جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے آنکر کھٹکھٹایا۔  
میں نے محسوس کیا کہ آپ ہی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے اس لیے فوراً اٹھا، دروازہ  
کھولا اور آپ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ آپ سواری پر سوار تھے اور کئی غلام آپ کے گرد تھے۔

آپ نے سب سے پہلی بات جو فرمائی وہ تھی کہ اے اورسین! سنو!  
”بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْتَفْهِتُونَ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِ رَبِّهِمْ لَٰعِلُونَ

(سورة الانبياء آیت ۲۶-۲۷)

ترجمہ: بلکہ یہ اللہ کے مکرم بندے ہیں، اُس کے قول پر سبقت نہیں کرتے اور اسی  
کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! میرے لیے یہی آیت کافی ہے۔ درحقیقت میں یہی  
پوچھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (منائب جلد ۲ ص ۲۲۵)

## ⑨ = قید خانے میں ؟

کتاب احمد بن محمد بن عیاش میں ہے کہ ابوہاشم محمد بن  
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں تھے اور معتز نے طالبین کے متعدد لوگوں  
کے ساتھ ۲۵۸ھ میں ان دونوں کو بھی قید میں ڈال دیا تھا۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کا بیان ہے کہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری  
قید کر لیے گئے تو خاندان بنی عباس اور اساطیر کے مخرفین میں سے صالح بن علی وغیرہ صالح بن علی  
وصیف کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ: حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ ذرا بھی نرمی  
کرتا، بلکہ اور سختی میں اضافہ کرو۔

صالح بن وصیف نے کہا، حتی الامکان میں نے دو شریر و ظالم ترین لوگ ان پر مامور  
کیے مگر وہ دونوں بھی آپ کی نماز اور عبادت کو دیکھ کر ان سے متاثر ہو گئے۔

اس کے بعد اُس نے اُن دونوں محافظوں کو بلوایا، اُن سے پوچھا، بتاؤ تم دونوں کی  
اُس مرد (امام حسن عسکری) کے متعلق کیا رائے ہے ؟

انہوں نے کہا، ہم ایسے شخص کے متعلق کیا کہیں جو دن بھر روزہ سے رہتے ہیں اور  
رات بھر عبادت کے سوا کچھ سے کوئی بات کرتے ہیں، نہ کسی اور کام میں مشغول ہوتے ہیں۔ وہ اگر

کبھی نظر اٹھا کر ہم لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارا بند بند کا پنہ لگتا ہے اور دل اس طرح لرزنے  
لگتا ہے کہ اپنے قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔  
عباسیوں نے جب یہ سنا تو وہاں سے مالوس واپس ہو گئے۔ (ارشاد ملک ۲۲۲)

## ⑩ = زمین کے خزانوں کی کنجیاں

کتاب الجلاء الشفاء میں مرقوم ہے کہ ابو جعفر علی  
نے بتایا کہ ابو طاہر بن بعل ایک مرتبہ حج پر گیا۔ اس نے دیکھا کہ علی بن جعفر ہراتی بڑی بڑی رقمیں  
داد و دہش میں خرچ کر رہے ہیں۔

جب حج سے واپس آیا تو اس نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے علی بن جعفر ہراتی کو ایک لاکھ دینار خرچ  
کرنے کی اجازت دیدی ہے اور تم کو بھی اتنی ہی رقم خرچ کرنے کی اجازت ہے۔  
یہ کام اس امر کی دلیل ہے کہ ان (اندر) کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔  
(منائب جلد ۲ ص ۲۲۴)

## ⑪ = تمام ائمہ علم میں برابر ہیں

ابوہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ فہرنگی نے  
امام علیہ السلام سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ عورت غریب و مسکین کو ایک حصہ (میراث سے)  
ملتے اور مرد کو دو حصے ؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ عورت پر نہ جہاد فرض ہے نہ اس کا نان و نفقہ اس  
کے ذمے ہے۔ یہ ذمہ داریاں مردوں پر ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہی سوال تو ابو العوجا نے بھی حضرت امام جعفر صادق  
علیہ السلام سے کیا تھا اور آپ نے بھی اس کا یہی جواب دیا تھا۔

میرے ذہن میں یہ بات آتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، ہاں  
ٹھیک ہے یہی سوال ابو العوجا نے بھی کیا تھا اور جب سوال کا مفہوم ایک ہو تو جواب بھی ایک  
ہی ہوگا۔ سنو، جو بات ہمارے اول کی ہوتی ہے وہی ہمارے آخر کی بھی ہوتی ہے ہمارے  
اول و آخر علم اور دیگر امور میں برابر ہیں مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المؤمنین  
علیہ السلام کو ہم پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہے (مختار الخراج ص ۱۰۲)



- کشف الغمہ میں بھی دلائل حمیری سے البواشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۱۹)
- اعلام الوری میں کتاب ابن عباس سے یہی روایت درج ہے۔  
(اعلام الوری ص ۲۵۵)

## ۱۲۔ حجت اللہ اور دوسروں میں فرق

ابو حمزہ نصیر خادم سے روایت ہے  
ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنے غلاموں سے  
ان ہی کی زبانوں میں کئی مرتبہ باتیں کرتے ہوئے سنا جن میں کچھ روحی کچھ ترکی تھے اور کچھ  
صفا لہی تھے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا، دل میں کہا کہ یہ مرید میں پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت  
ابوالحسن امام علی نقی علیہ السلام کی وفات تک کبھی کسی کے سامنے نہیں آئے، نہ ان کو کسی نے  
دیکھا، پھر ان کو یہ زبانیں کیسے آگئیں؟  
مجھ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سنو! اللہ تعالیٰ  
اپنی حجت کو ساری مخلوق پر واضح کر دیتا ہے اور اسے ہر شے کا علم عنایت فرما دیتا ہے یہی بنیاد  
دنیا کی تمام زبانوں کو تمام لوگوں کے نسب کو اور زمانے کے تمام ہونے والے آئندہ کے حوادث  
کو جانتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر حجت خدا اور محجوہ میں کیا فرق ہو گا۔  
(مختار الخراج ص ۲۱۲، مناقب جلد ۴ ص ۲۲۸)

اعلام الوری کافی اور ارشاد شیخ مفید میں بھی نصیر خادم کی یہی روایت مرقوم ہے  
(اعلام الوری ص ۳۵۲، کافی جلد ۵ ص ۵۰۹، ارشاد ص ۲۲۲)

## ۱۳۔ ایک نئے کے ساتھ سلوک

ابوالقاسم حشبی سے روایت ہے ان کا  
بیان ہے کہ میرا دستور تھا کہ ہر سال اول شعبان میں عسکر (سامرا) میں مقام مقدس کی زیارت  
کو جایا کرتا اور ترمیم شعبان میں زیارت قبر حسین علیہ السلام کیا کرتا تھا۔ ایک سال میں شعبان  
سے پہلے ہی عسکر پہنچ گیا اور خیال تھا کہ اب حسب دستور شعبان میں یہاں کی زیارت کو نہ  
اسکوں گا۔ مگر جب شعبان آیا تو دل میں کہا کہ ہمیشہ شعبان میں وہاں کی زیارت کی ہے اس لیے نہ چھوڑوں  
گا۔ یہ سوچ کر میں پھر عسکر (سامرا) روانہ ہوا اس سے پہلے جب عسکر پہنچتا تو رقعہ یا خط سے لوگوں

کو مطلع کر دیا کرتا تھا کہ میں آ رہا ہوں مگر اس مرتبہ ارادہ کیا کہ صوفیہ زیارت کروں گا اور کسی سے میل  
ملاقات نہ کروں گا۔ اس لیے جبیں کے گھر قیام کیا اس سے کہہ دیا کہ میرے آنے کی کسی کو اطلاع نہ دینا  
جب میں نے شب کو اس کے یہاں قیام کیا، تو گھر کا مالک مسکراتا ہوا دو دینار لے کر  
آیا، اس کو خود حیرت تھی، وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے یہ دو دینار میرے پاس  
بیچے ہیں اور کہہ لایا ہے کہ یہ حبشی کو دیدو اور کہو، جو اللہ کی اطاعت میں مشغول ہوتا ہے اس کی حاجت  
برآری اللہ کرتا ہے۔  
(مختار الخراج ص ۲۱۵)

## ۱۳۔ حضرت علی کا لوف سے خطاب

محمد بن علی شریعی جو مہندی  
کے مقربین میں سے تھا، اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا اس کو لوگوں کے واقعات و حالات سے  
کافی واقفیت تھی، اس کا بیان ہے کہ میں اکثر مہندی کے پاس شب بھی بسر کر لیتا تھا۔ ایک شب  
کو مہندی نے مجھ سے کہا:  
اے محمد! کیا تم کو وہ روایت معلوم ہے جو لوف بکاالی نے حضرت علی علیہ السلام سے  
نقل کی ہے؟  
میں نے کہا، جی ہاں، یا امیر المومنین، لوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی کو  
دیکھا کہ آپ نے ایک شب کو بار بار باہر نکل کر آسمان کی جانب دیکھا، پھر مجھے پکارا:  
اے لوف! کیا تم سو رہے ہو؟  
میں نے عرض کیا، نہیں یا امیر المومنین! میری آنکھیں مسلسل آپ پر جمی ہوئی ہیں  
آپ نے فرمایا، اے لوف! کیا کہنا ان لوگوں کا جو دنیا میں زاہدانہ زندگی گزارتے ہیں  
اور آخرت کی طرف راغب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی زمین کو بستر بنایا ہے اور اپنے ہاتھ  
کو تکیہ بنایا، یہاں کے پانی کو خوشگوار اور طیب و طاهر سمجھتے ہیں، کتاب خدا پر عمل ان کا شعار ہے اللہ  
سے دعا کرنا ان کا دستور ہے، پھر انہوں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا، حسب طرح حضرت عیسیٰ بن  
حضرت مریم علیہ السلام نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔  
اے لوف! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے عیسیٰ مسیح کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل سے  
کہہ دو کہ میرے گھروں میں جب داخل ہوں تو خضوع قلب، خشوع نظر اور پاک صاف ہاتھوں کے  
ساتھ اور انہیں یہ بھی بتا دو کہ اگر ایسا نہ کیا تو، نہ میں ان میں سے کسی کی فریاد سنوں گا، اور نہ کسی کی  
دعا کو قبول کروں گا۔



دل میں یہ سوال بھی تھا کہ مومنین سے اس جگہ کون لوگ مراد ہیں؟ تو وہ ائمہ طاہرین ہیں جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور وہ ہم (ائمہ) ہیں۔ (مناقب جلد ۴ ص ۲۲۷)

## ۱۴ = آیہ ثَمَّ أَوْثَرْنَا الْكِتَابَ کی تفسیر

روایت کی گئی ہے کہ ایک

مرتبر ابوالہاشم نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر دریافت کی: "ثَمَّ أَوْثَرْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يَا ذَنِ الْقُلُوبِ" (سورہ فاطر آیت ۳۲)

ترجمہ: (پھر ہم نے جنہیں اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا انہیں کتاب کا وارث بنادیا پس ان میں سے کچھ تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ ميسانہ رہے ہیں۔ اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔)

آپ نے فرمایا اس آیت میں ظالم لنفسہ سے مراد وہ ہیں جو امام کا اقرار نہیں کرتے۔ مقتصد سے وہ مراد ہیں جو امام کی معرفت رکھتے ہیں اور سابق بالخیرات سے مراد خود امام ہیں۔

یہ سن کر میں نے دل میں سوچنے لگا کہ یہ بڑی چیز ہے جو آل محمد کو اللہ نے عطا ہے اور یہ سوچ کر میں رونے لگا۔

آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا، سنو! آل محمد کی عظمت شان جو تمہارے ذہن میں ہے اس سے ایک بڑی چیز ہے اور وہ یہ کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اس نے تمہیں آل محمد کے دامن سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔ قیامت کے دن جب تمام لوگ اپنے اپنے امام و سردار کے ساتھ بلائے جائیں گے تو تم آل محمد کے ساتھ بلائے جاؤ گے۔ تمہارا انتخاب بخیر ہے۔ (مختار الخراج ص ۳۳۹)

## ۱۵ = اللہ کی عفو و بخشش کا مطلب (تفسیر آیت)

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت

اس قدر عفو سے کام لے گا کہ اس کا عفو بندوں پر محیط ہو جائے گا اور یہ دیکھ کر مشرک بھی کہنے لگیں گے کہ "وَاللّٰهُ رَبُّنَا مَا كُنَّا مِشْرِكِينَ" (سورہ الانعام آیت ۱۶) (ہمارا رب بھی اللہ ہی ہے، ہم مشرک نہیں ہیں)

یہ سن کر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ ہمارے اصحاب میں سے مکہ کے باشندے نے یہ بات کہی تھی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اس آیت کی قرات فرمائی ہے کہ:

"إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذَّنْبَ جَمِيعًا" (سورہ الزمر آیت ۵۳)

یعنی (اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔) مگر سوال یہ ہے کہ وہ شخص جس نے شرک اختیار کیا ہے اس کا کیا ہوگا؟

یہ سن کر میں نے اس کی یہ بات ناپسند کی اور اسے ڈانٹا تھا۔

ابھی میں اپنے دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری نے میری طرف دیکھا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَىٰ عَنْهُ شَيْءٌ

بِہ (وہ کچھ مآذون ذلک لِمَنْ يَشَاءُ) (سورہ النساء آیت ۴۸)

ترجمہ: (بیشک اللہ مشرک کو معاف نہیں کرے گا) اس کے علاوہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا۔)

واقعاً اس شخص نے تم سے کتنی غلط بات کہی تھی۔ (مختار الخراج ص ۲۳۹)

## ۱۶ = (آیہ) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالْاَمْرَ الَّذِيْ يَنْزِلُ مِنْ رَّبِّهِ (تفسیر) (علم مافی الضمیر)

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبر محمد بن صالح نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالْاَمْرَ الَّذِيْ يَنْزِلُ مِنْ رَّبِّهِ" (سورہ روم آیت ۴)

ترجمہ: (اللہ ہی کا حکم ہے اول و آخر)

آپ نے فرمایا کہ حکم دینے سے پہلے ہی اس کو اختیار ہے کہ حکم دے یا نہ دے اور حکم دینے کے بعد بھی اس کو اختیار ہے کہ اسے باقی رکھے یا منسوخ کر دے۔

یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرے مقام پر بھی ارشاد ہے:

"اَلَا لَہٗ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَتَبَارَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ" (سورہ الاعراف آیت ۵۴)

ترجمہ: (آگاہ ہو جاؤ اسی کے لیے خلق ہے اور اسی کے لیے امر ہے یا کہے اللہ رب العالمین)

محمد بن علی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم مہدی نے فوراً حضرت علی علیہ السلام کی اس روایت کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا، اس کے بعد وہ برابر وسط شب میں اٹھنا، تنہائی میں اپنے رب سے مناجات کرتا اور میں اُس کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ:

”اے نوب! واقعاً دنیا میں زاہدون جیسی زندگی بسر کرنے والوں کا اور آخرت کی نظر رغبت کرنے والوں کا کیا کہنا۔“ (مروج الذهب)

### ۱۲ = امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے

محمد بن ہمام سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میرے والد نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ ہمارے یہاں لڑکے کا حمل ضائع ہو جاتا ہے اور اس وقت بھی میری زوجہ حاملہ ہے آپ دعا فرمائیں کہ حمل ضائع نہ ہو اور صبح سلامت ولادت ہو جائے، نیز سعادت مند بیٹا پیدا ہو جو آپ حضرات کے دوستداروں میں ہو۔

آپ نے اس رقعے کے اوپر اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جسے تم چاہتے ہو ویسا ہی کر دیا ہے۔“

چنانچہ حمل سلامت رہا اور لڑکا پیدا ہوا۔ (رجال کشی ص ۲۹۵)

### ۱۵ = ہمارے خواب اور بیداری میں فرق نہیں

فضل بن حارث سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن امام علی نقی علیہ السلام کے سر میں رات سے نکلنے وقت میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام پاپیادہ چل رہے ہیں، کپڑے پٹے ہوئے ہیں گہرا گندھی رنگ ہے آپ کی جلالت شان کو دیکھتے ہوئے مجھے بڑا تعجب ہوا، مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ تھک نہ جائیں۔

جب رات ہوئی تو میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں۔

”میرا وہ رنگ جس پر تمہیں تعجب ہوا یہ (کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہے) اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جس بندے کے لیے جو رنگ چاہتا ہے اختیار کر لے اور یہ لوگوں کے لیے سبق آموز ہے، کسی بندے کے رنگ پر اس کی مذمت نہیں کی جاسکتی۔ ہم ائمہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتے کہ جیسے وہ تھکے ہیں ہم بھی تھک جاتیں، ہم اللہ سے ثبات قدم اور توفیقِ تفکر کی دعا

کرتے ہیں۔ یاد رکھو! ہم ائمہ خواب میں بھی ویسے ہی کلام کرتے ہیں جیسے بیداری میں۔ (رجال کشی ص ۲۸۸ کشف الغم جلد ۳ ص ۳۰۲)

### ۱۶ = انبیاء و مومنین اور منافقین و شیاطین کے سونے کے طریقے

محمد بن یحییٰ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ ایک بار میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا، میں آپ پر قرآن، ایک بات میرے دل میں کھٹک رہی ہے جس کی مجھے بڑی فکر ہے میں نے چاہا کہ آپ کے پدر بزرگوار سے دریافت کروں مگر موقع نہ مل سکا۔

آپ نے فرمایا: اے احمد! وہ کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا، مولانا! آپ کے آباؤ اجداد کی یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ انبیاء کی نیند پشت کے بل (دچت) ہوتی ہے، مومنین کی نیند دائیں کروٹ ہوتی ہے، منافقین بائیں کروٹ سوتے ہیں اور شیاطین منہ کے بل سوتے ہیں۔؟

آپ نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے۔

میں نے عرض کیا، مولانا! میں بڑی کوشش کرتا ہوں کہ اپنے واسطے پہلو (کروٹ) پر سوؤں، مگر ممکن نہیں ہوتا، نیند ہی نہیں آتی۔

یہ سن کر آپ ذرا دیر خاموش رہے پھر فرمایا، اچھا اپنے دونوں ہاتھ استینوں سے اندر کی طرف اپنے کپڑوں میں کرلو۔

میں نے ایسا ہی کیا۔

پھر آپ نے اپنے ہاتھ استینوں سے نکلے اور میرے کپڑوں کے اندر داخل کر دیے اپنا دایاں ہاتھ میرے بائیں پہلو پر رکھ دیا اور بائیں ہاتھ میرے دائیں پہلو پر رکھ دیا اور تین بار کیا۔

احمد کا بیان ہے کہ جب سے آپ نے اپنے ہاتھ میرے پہلوؤں پر رکھ کیے پھر میں کسی بائیں کروٹ سے سو ہی نہ سکا، نیند ہی نہیں آتی۔ (کافی جلد ۵ ص ۵۱۲-۵۱۳)

### ۱۷ = بدکار عورتوں کے متعہ بیت کرو

حسن بن علی نے یہ بھی بیان کیا کہ میں تیس سال سے ترک متعہ کیے ہوئے تھا میری

آبادی میں ایک عورت تھی جس کے حسن و جمال کی لوگ بہت متوجہ کرتے تھے۔ میرا دل اس کی طرف مائل ہوا، مگر وہ بدکار اور زانیہ تھی، مجھے کراہت محسوس ہوئی، مگر دل میں سوچا کہ اُمّہ علیہم السلام کا قول ہے کہ زنِ فاجرہ سے متہ کرو، اس طرح تم اس کو حرام سے بچا کر حلال کی طرف لے آؤ گے۔

میں نے اس متعہ کے متعلق حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھ کر آپ سے مشورہ چاہا اور یہ بھی دریافت کیا کہ کیا اتنے عرصہ کے بعد میرے لیے یہ جائز ہے کہ متہ کروں؟ آپ نے اس کے جواب میں تحسیر فرمایا، متعہ سے تم سنت ادا کرو گے اور بدعت کو ختم کرو گے، اس لیے تمہیں متہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر ایسی عورت سے متہ نہ کرو جو بدکاری اور زنا کاری میں مشہور ہو۔ اگرچہ تمہارے ذہن میں ہمارے آباء نے کرام کا یہ قول ہے کہ زنِ فاجرہ سے متہ کرو، اس طرح تم اس کو حرام سے نکال کر حلال کی طرف لاؤ گے، مگر یہ عورت بے عزت و مشہور ہے، دوسرے کہ اس کی وجہ سے تم بھی بے عزت نہ ہو جاؤ۔

آپ کی اس ہدایت کے بعد میں نے اس سے متہ نہیں کیا، مگر میرے بھائیوں اور پڑوسیوں میں سے ایک شخص شاذان بن سعد نے اس سے متہ کر لیا۔ یہ بات مشہور ہوئی، بات اور تک پہنچی اور معاہدہ خلیفہ وقت کے سامنے پیش ہوا اور اس کی وجہ سے اس شخص کو بھی کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اللہ نے میرے مولا کی ہدایت کی برکت سے مجھے اس سے بچا لیا۔

(کشف الغم جلد ۳ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

## ⑱ = فرش پر انبیاء کے قدموں کے نشانات

روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اے عامم! دیکھو، تمہارے پاؤں کے نیچے جو فرش ہے اس پر بہت سے انبیاء و مرسلین اور ائمہ راشدین بیٹھ چکے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مولا! پھر میں اس مکرم فرش پر تاحیات جو تکبہ بن کر دائیں کا آپ نے فرمایا اے علی! یہ جو تاجو تمہارے پاؤں میں ہے نخس اور ملعون ہے یہ ہماری ولایت کا اقرار نہیں کرتا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش میں اس فرش کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا۔ آپ نے فرمایا، اچھا میرے قریب آؤ۔

میں قریب پہنچا تو آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیر دیا، میں ایک دم بینا ہو گیا۔

آپ نے فرمایا، کیا تم اس بساط پر قدموں کے نشانات اور نعوش دیکھتے ہو؟ دیکھو! یہ حضرت آدم کے قدموں کے نشانات ہیں۔ وہ یہاں بیٹھے تھے۔ یہ ہابیل کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شیث کا نشانِ قدم ہے۔ یہ نوح کا نشانِ قدم ہے۔ یہ قیدار کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ہملائیل کے قدم کا نشان ہے۔ یہ یارہ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ خورش کا نشانِ قدم ہے۔ یہ متوشلح کا نشانِ قدم ہے۔ یہ سام کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ارغشدر کے قدم کا نشان ہے۔ یہ ہود کے قدم کا نشان ہے۔ یہ صالح کے قدم کا نشان ہے۔ یہ لقمان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ابراہیم کا نشانِ قدم ہے۔ یہ لوط کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسماعیل کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ایسا کا نشانِ قدم ہے۔ یہ اسحاق کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یعقوب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوسف کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شعیب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ موسیٰ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یوشع بن نون کا نشانِ قدم ہے۔ یہ طالوت کا نشانِ قدم ہے۔ یہ داؤد کا نشانِ قدم ہے۔ یہ سلیمان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ خضر کا نشانِ قدم ہے۔ یہ دانیال کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یسوع کا نشانِ قدم ہے۔ یہ ذوالقرنین کا نشانِ قدم ہے۔ یہ شالورین اردشیر کا نشانِ قدم ہے۔ یہ لوی کا نشانِ قدم ہے۔ یہ کلاب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ یحییٰ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ مدان کا نشانِ قدم ہے۔ یہ عبد مناف کا نشانِ قدم ہے۔ یہ عبد المطلب کا نشانِ قدم ہے۔ یہ عبد اللہ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا نشانِ قدم ہے۔ یہ امیر المومنین کا نشانِ قدم ہے۔ یہ آپ کے بعد کے اوصیاء کے نشاناتِ قدم ہیں مہدی منتظر تک۔ اس لیے کہ یہ حضرات اس پر چلے اور بیٹھے ہیں۔

پھر فرمایا، ان نشانات کو دیکھا، یہ دینِ خدا کے اشارہ و نشانات ہیں۔ ان میں شک کرنے والا اللہ کی ذات میں شک کرنے والا ہے، ان سے انکار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات سے انکار کرنے والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: اپنی نگاہیں نیچی کر لو، اے علی۔

میں نے اپنی نظریں جھکا لیں تو میں جیسا تھا پھر ویسا ہی ہو گیا۔

علی بن عامر کا بیان ہے۔ یہ سن کر میں ہر ایک کے قدموں کے نشانات پر گرا انھیں بوسہ دیا، پھر امام علیہ السلام کے دست مبارک کے بوسے لیے اور عرض کیا: مولا! میں مجبور ہوں ہاتھوں سے تو آپ حضرات کی نصرت کر نہیں سکتا، سو اے اس کے کہ تمہاری میں آپ حضرات سے تولا اور آپ حضرات کے دشمنوں سے تبرک کروں ان پر لعنت بھیجوں۔ پھر مولا، یہ فرمایا کہ میرا کیا حشر ہوگا؟ میری ماقبت کئی ہوگی؟

آپ نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے میرے جد نامدار جناب رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ ”جو شخص اپنے صنعت و کمزوری کی وجہ سے  
اہلیت کی نصرت نہ کر سکتا ہوا اور تنہائوں میں ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہو تو اللہ اس کو  
کو تمام ملائکہ تک پہنچا دے اور جب تم میں سے کوئی ہمارے دشمنوں پر لعنت بھیجتا ہے تو  
اس کی معاشرت و معاشرت کرتے ہیں اور جو ہمارے دشمنوں پر لعنت نہیں بھیجتا، ملائکہ اس پر  
بھیجتے ہیں۔ اور جب اس لعنت بھیجنے والے کی آواز ملائکہ تک پہنچتی ہے تو وہ سب اس امر  
کے لیے استغفار کرتے ہیں، اس کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”پروردگارا! تو اپنے اس  
کی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرما جس نے تیرے اولیاء کی نصرت کے لیے سعی کی، اگر اس سے  
نصرت کرنے کی اس میں قدرت ہوتی تو وہ اس سے زیادہ نصرت کرتا۔“

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرماتا ہے کہ اے میرے ملائکہ! میں نے تمہاری دعا  
کو اپنے اس بندے کے حق میں قبول کیا، میں نے تمہاری دعائیں سنیں اور تمام نیک بندوں کی  
کے ساتھ اس کی روح پر بھی رحمت نازل کی۔ اور میں نے اسے بھی اپنے منتخب اور نیک بندوں  
شمار کیا۔

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام  
سے اپنے تنگ مجلس اور قریب کی سختی کا حال آپ کو لکھ بھیجا۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا (دیکھو) آج تم ظہر کی نماز اپنے گھر میں  
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ظہر کے وقت قید خانے سے رہائی ملی اور نماز پڑھ کر پڑھی۔

میں اُن دنوں تنگ حالی میں مبتلا تھا، جی چاہتا تھا کہ آپ سے کچھ مدد چاہوں مگر  
آئی اور اسے خط میں نہ لکھ سکا۔ مگر جب میں گھر پہنچا تو آپ نے ایک سودیہا بھیجے اور خط میں لکھا

جب تمہیں کسی چیز یا رقم کی ضرورت ہو کرے تو مانگ لیا کرو، شرم نہ کیا کرو، تم جتنا مانگو گے دوں گا۔  
(مناقب ص ۳۳۳)

• اعلام الوری اور ارشاد شیخ مفید میں بھی ابو ہاشم کی یہ روایت مرقوم ہے۔  
(اعلام الوری ص ۲۵۲ الارشاد ص ۲۲۲)

(۱۹) = صاعد نصرانی کا اسلام لانا

محمد بن ہارون سے روایت ہے اُن کا بیان  
کہ میرے والد نے مجھے ایک صاحب کے ساتھ ابو القلا صاعد نصرانی کے پاس بھیجا تاکہ میں اُس

وہ روایت سن لوں جو وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق بیان کرتا ہے۔  
اُن صاحب نے مجھے اُس تک پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک مرد بزرگ ہے۔ میں نے اُسے  
اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

اُس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا: ”میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ  
ہم اور ہمارے تمام بھائی اہل بصرہ کی ایک جماعت کے ہمراہ اپنے یہاں کے عامل کے ظلم کی شکایت کرنے  
کے لیے سرمن رائے گئے۔ اسی اشارہ میں ایک دن اتفاقاً دیکھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری  
علیہ السلام اپنے بغلہ پر سوار چلے آ رہے ہیں۔ آپ کے سر پر مثل کی ٹوپی تھی اور دوش پر چادر۔  
میں نے اپنے دل میں کہا، بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ غیب کی بات جانتے  
ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ اپنے آگے کی ٹوپی پیچھے کر لیں گے۔

آپ نے ایسا ہی کر دیا۔

میں نے دل میں کہا، یہ محض اتفاقہ امر ہے۔ اچھا، یہ اپنے داپے کا منہ پر پڑی  
ہوئی چادر کا سر اٹھیں جانب اور بائیں جانب کے سرے کو دائیں جانب ڈال لیں، تب جانوں گا کہ  
انہیں علم غیب ہے۔

آپ نے یہ بھی کر دیا اور چلتے رہے۔

جب میرے قریب پہنچے تو فرمایا اے صاعد! تم بکری کا گوشت کیوں نہیں کھاتے؟  
مچھلی کیوں کھاتے ہو؟ وہ پانی کی مخلوق ہے، تم پانی کی مخلوق تو نہیں ہو؟  
اور ہم لوگ اُس زمانے میں مچھلی کھایا کرتے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ میرے والد کے الفاظ ہیں کہ میں نے وہی بیان کیا ہے جو میں نے  
دیکھا اور جو میں نے سنا۔

اس واقعے کے بعد صاعد اسلام لایا اور محمد کا وزیر بنا۔ (کتاب البیوم)



## ① = سنگریزے ائمہ طاہرین کی مہرین

داؤد بن قاسم ابوہاشم

سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اہل یمن میں سے ایک شخص کے لیے حاضر خدمت ہونے کی آپ سے طلب کی گئی۔ آپ نے اجازت دی تو ایک مرد شکیل و طویل و جسم اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔ آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، کاش معلوم ہوتا کہ یہ کون شخص ہے؟

حضرت ابو محمد علیہ السلام نے فرمایا، یہ سنگریزے والی اُس زن عرب کا لڑکا جس کے سنگریزے پر میرے آبائے کرام نے اپنی مہرین ثبت کی ہیں۔

پھر آپ نے اُس سے فرمایا، لاؤ وہ سنگریزہ کہاں ہے؟

اُس نے ایک سنگریزہ نکالا، جس کے ایک کنارے پر ایک صاف جگہ خالی تھی۔ اُس نے اُس پر اپنی مہرین ثبت فرمائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ اُس پر حسن بن علی ثبت ہے۔

میں نے اس مرد یمنی سے پوچھا، تم نے مولا کو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا؟

اُس نے کہا، نہیں، خدا کی قسم، ایک عرصے سے تمنا تھی کہ آپ کی زیارت سے شرف ہو اور اس وقت یہ جوان سامنے آئے جن کو میں نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔

اور وہ یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اے اہلبیت رسول! آپ حضرات پر اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ آپ حضرات میں بعض ذریت ہے بعض کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا حق بھی ہم پر ہے۔ طرح فرض ہے جس طرح امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر ائمہ کا حق فرض تھا۔ حکمت و ایمان آپ تک پہنچی ہے۔ بیشک آپ انبیا کے ایسے ولی ہیں کہ آپ سے مردم علم اور نوافقت کا کوئی شخص

عذر نہیں پیش کر سکتا۔

میں نے اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟

اُس نے کہا میرا نام مجتبیٰ بن صلت بن عقبہ بن سحان بن غانم بن اُم غانم ہے جو ایک زن عربیہ یمن کی رہنے والی تھیں جن کے پاس یہ سنگریزہ تھا جس پر امیر المومنین علیہ السلام نے مہرین ثبت فرمائی تھی۔

اس واقعہ کی طرف ابوہاشم نے اپنی نظم میں اشارہ بھی کیا ہے۔ (اعلام الوری ص ۳۵۳)

(غنیۃ طوس ص ۳۲، کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۲۳، مختار الخراج مناقب جلد ۱ ص ۲۴۲)

## ② = معجز نما سُرمدہ کی سلائی

ابو جعفر محمد بن عیسیٰ بن احمد زرجی کا بیان ہے

کہ میں نے سرمن رائے میں شارع سوق پر واقع ایک مسجد زبید کے اندر ایک نوجوان کو دیکھا، مجھے بتایا گیا کہ یہ ہاشمی نوجوان موسیٰ بن عیسیٰ کی اولاد میں سے ہے۔

راوی نے اس کا نام نہیں بتایا مگر اس کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا جب سلام

پڑھ کر نماز سے فارغ ہوا تو اس نوجوان نے مجھ سے پوچھا:

آپ قحی ہیں یا رازی؟

میں نے کہا میں قحی ہوں اور کوہس حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مسجد کا

عقب اور ہوں۔

اُس نے پھر دریافت کیا کہ کیا آپ موسیٰ بن عیسیٰ کے گھر کو جانتے ہیں جو کوہی ہیں؟

میں نے کہا، ہاں، میں جانتا ہوں۔

اُس نے کہا، میں اُن ہی اولاد میں سے ہوں۔

اُس نوجوان نے بیان کیا کہ میرے والد کے دو بھائی اور بھی تھے۔ بڑا بھائی دولت مند تھا اور چھوٹے کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک دن چھوٹا بھائی بڑے کے پاس گیا اور اُس کے چھ سو دینار خرچہ لیے۔

بڑے بھائی نے دل میں کہا کہ میں حضرت حسن بن علی بن محمد بن رضا علیہم السلام کے پاس جاؤں گا، وہ بڑے شیریں زبان ہیں۔ اُن سے عرض کروں گا کہ چھوٹے بھائی کو سبائیں شاید وہ میرا مال واپس کرے۔

یہ ابتدائے شب کا واقعہ تھا، مگر جب صبح ہوئی تو میں نے ارادہ بدل دیا اور دل میں کہا کہ نہیں اُن کے پاس نہیں، بلکہ بادشاہ کے مصاحب اسباس ترکی کے پاس جا کر چھوٹے بھائی کے شکایت کروں۔



یہ سوچ کر میں اس باس ترکی کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہ شہر چھپنے میں مصروف تھا۔ میں وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا آدمی میرے پاس پہونچا اور بولا:

چلیے آپ کو میرے مولانا نے یاد فرمایا ہے۔

میں وہاں سے اٹھ کر اُس آدمی کے ہمراہ چل دیا جب آپ کی خدمت میں پہونچا تو آپ نے فرمایا، کیوں، اولیٰ شب میں تو تمہیں میری ضرورت تھی مگر صبح ہوتے ہوتے تم نے ارادہ بدل دیا۔ اچھا جاؤ وہ تھیلی جو تمہاری چوری ہو گئی تھی، واپس ہو گئی ہے۔ دیکھنا اپنے بھائی ہرگز شک نہ کرنا، بلکہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اسے کچھ دیدینا اور اگر تم نہ دے سکو تو میرے پاس بھیج دینا، میں اسے دے دوں گا۔

وہ کہتا ہے کہ میں کب میں وہاں سے چلا تو راستہ ہی میں میرا غلام مجھے ملا، اس نے بتایا کہ دیناروں کی تھیلی مل گئی۔

ابو جعفر زرجی کا بیان ہے کہ دوسرے دن وہ نوجوان مجھے اپنے گھر لے گیا، میری ضیافت کی، پھر اپنی کینز کو آواز دی کہ ”لے غزال“ یا ”لے زلال“۔

میں نے دیکھا کہ ایک ضعیف العمر کینز آئی، اس نوجوان نے کہا، ”لے کینز! ذرا اُس سرہ کی سلائی اور نو مولود کا واقعہ تو بیان کر۔“

اس کینز نے کہا، ”میں نے یہاں ایک بچہ آنکھ کے سخت درد و تکلیف میں مبتلا ہوا، میری مالکہ نے مجھ سے کہا،“

ذرا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر جا، اور حضرت حکیم سے کہہ کہ وہ کچھ تاکہ اس بچہ کو شفا ہو جائے۔“

میں اُن کی خدمت میں پہونچا اور درخواست کی حضرت حکیم نے فرمایا:

ذرا وہ سلائی تولاؤ جس سے اس بچہ کو سرہ لگایا تھا، جو ابھی گذشتہ شب پیدا ہوا یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند۔ چنانچہ وہ سلائی آئی حضرت حکیم نے مجھے عطا کر دی، میں اسے لیکر اپنی مالکہ کے پاس آئی اور اس سلائی سے اُنھوں نے اپنے بچے کی آنکھ میں سرہ لگایا اور فوراً شفا یاب ہو گیا۔ وہ سلائی ہمارے پاس عرصہ تک رہی، اُس سے شفا حاصل کرتے رہے۔

بعد میں وہ سلائی کہیں گم ہو گئی۔

ابو جعفر زرجی کا بیان ہے کہ میں مسجد کو ذرا دُور ابن بربون بری سے ملا، اُن سے یہ واقعہ بیان کیا، اُنھوں نے کہا کہ اس ہاشمی نے مجھ سے بھی ایسی واقعہ بے کم و کاست بیان کیا تھا۔

### (۳) = فصد میں خون کے بدلے دودھ نکلا

مقام رے کے ایک طبیب جس کی عمر سو سال سے کچھ زائد تھی نے یہ روایت بیان کی ہے، اُس نے کہا کہ میں متوکل کے طبیب خاص غنیشوع کے منتخب شاگردوں میں تھا۔ ایک مرتبہ حضرت امام حسن بن علی بن محمد بن علی الرضا (امام حسن عسکری) علیہ السلام نے میرے استاد کے پاس اپنا آدمی بھیجا کہ اپنے حلقے کے کسی خاص الخاص شاگرد کو بیچ دو، وہ میری فصد کھول دے۔

استاد نے مجھے منتخب کیا اور کہا حضرت ابن رضائے مجھ سے ایک آدمی مانگا ہے جو اُن کی فصد کھول دے۔ لہذا تم جاؤ۔ اور یہ بھی جان لو کہ اس زمانے میں رے زمین پر اُن سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے، لہذا جو کچھ وہ کہیں اس پر عمل کرنا متعرض نہ ہونا۔

اُس طبیب کا بیان ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا، جاؤ اس حجرے میں بیٹھ کر انتظار کرو، مناسب وقت پر میں تم کو خود بلالوں گا۔

حالانکہ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہونچا، وہ وقت فصد کے لیے بہترین تھا مگر آپ نے مجھے ایسے وقت بلایا جو میرے نزدیک اُن کے لیے فصد کا مناسب وقت نہ تھا۔

ایک بڑا طشت لاکر رکھا گیا۔ میں نے رگ اکھل کی فصد کھولی، خون مسلسل جاری رہا، یہاں تک کہ وہ پورا طشت خون سے لبریز ہو گیا۔

آپ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔ میں نے روک دیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ دھویا اور رگ کو باندھ دیا۔

پھر مجھ سے فرمایا، جاؤ، دوبارہ اسی حجرے میں بیٹھ جاؤ۔ میں حجرے میں جا بیٹھا اور آپ نے میرے لیے کافی مقدار میں گرم دھندھی غذا لائی۔

بھجوا دی زمین نے شکم میرا سوکھ رہا تھا (اور میں وہاں عصر کے وقت تک بیٹھ کر انتظار کرتا رہا۔ آپ نے مجھے عصر کے وقت پھر بلایا اور فرمایا:

فصد کھولو۔ (اور اس کے لیے طشت منگوایا۔) میں نے فصد کھولی تو اس مرتبہ بھی اتنا خون نکلا کہ طشت بھر گیا۔

آپ نے فرمایا، اب اسے روک دو۔ میں نے روک دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کو باندھ لیا اور مجھے پھر حجرے میں واپس کر دیا۔

میں وہاں رات بھر رہا۔ جب صبح ہوئی اور آفتاب طلوع ہوا تو مجھے بلایا، طشت منگوایا۔  
پھر فرمایا، 'فصد کھولو۔'

میں نے فصد کھولی، تو اس مرتبہ بجائے سُرخ خون کے اُس میں سے دودھ کے  
مانند سفید مادہ نکلنا شروع ہوا اور اتنا نکلا کہ طشت بھر گیا۔

آپ نے فرمایا کہ اب اسے روک دو۔  
میں نے اسے روک دیا، آپ نے ہاتھ کو باندھ لیا۔ مجھے ایک تھان کپڑا اور کپڑا  
دینا دے دیے (اور فرمایا، 'اسے لے لو)۔

میں نے لے لیا اور عرض کیا، 'کوئی اور حکم؟'  
آپ نے فرمایا، 'ہاں، دیر عاقل میں جوئے اُس سے بات کرو۔'

میں وہاں سے اُٹھ کر سیدھا بختیشوع کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کیا۔  
اُس نے کہا کہ سارے حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کے بدن میں زیادہ  
زیادہ سات سیر خون ہوتا ہے، اور اتنا خون جتنا تم نے بیان کیا، اگر پانی کے چشمے سے اتنا پانی  
نکلے تو توجیب خیز ہے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے کہ اس میں سے دودھ نکلا۔

وہ تھوڑی دیر سوچا رہا۔ پھر ہم دونوں مل کر تین دن اور تین رات تک کتابیں  
دیکھتے رہے کہ دنیا کی تاریخ میں اس طرح کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہو، مگر میں کوئی ایسا واقعہ نہیں  
بختیشوع نے کہا، 'اس زمانے میں نصرانیوں کے اندر علم طب کا سب سے بُرا علم  
دیر عاقل کا راہب ہے اُس سے معلوم کریں۔'

چنانچہ بختیشوع نے اُس کے نام خط لکھا اور سارا واقعہ اس میں تحریر کیا۔  
میں بختیشوع کے پاس سے نکل کر دیر عاقل پہنچا۔

راہب نے مجھ سے پوچھا، 'تم کون ہو؟'  
میں نے کہا، 'بختیشوع کا فرستادہ ہوں۔'

اُس نے پوچھا، 'کیا تمہارے پاس اُس کا کوئی خط ہے؟'  
میں نے کہا، 'جی ہاں، ہے۔'

یہ سن کر اُس نے اوپر سے ایک زنبیل رکائی۔ میں نے وہ خط اس میں رکھ دیا۔  
اُس نے اوپر کھینچ لیا، وہ خط پڑھا اور فوراً نیچے اتر آیا۔

اُس نے مجھ سے پوچھا، 'کیا تم ہی نے فصد کھولی تھی؟'  
میں نے کہا، 'جی ہاں۔'

اس نے کہا، 'تمہاری ماں بڑی خوش نصیب تھی جس نے ایسا لڑکا پیدا کیا۔'  
اس کے بعد وہ سواری پر سوار ہو کر چلا۔ ہم دونوں سر میں رائے پہنچے، ابھی ایک  
پہر رات باقی تھی۔ میں نے پوچھا، 'آپ کہاں چلیں گے؟ میرے استاد کے گھر یا اُس شخص کے گھر  
جس کی فصد میں نے کھولی تھی۔'

اُس نے کہا، 'اُس شخص کے گھر۔'  
ہم لوگ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازے پر اذان سے  
ذرا پہلے پہنچے، دستک دی، دروازہ کھلا اور ایک غلام اسود نکلا۔

اُس نے پوچھا، 'تم میں سے دیر عاقل کا راہب کون ہے؟'  
راہب نے کہا، 'میں تم پر قربان، راہب عاقل میں ہوں۔'

غلام نے کہا، 'اچھا سواری سے اترو۔'  
غلام نے مجھ سے کہا، 'تم یہیں اپنی اذان کی سواریوں کو دیکھتے رہو۔'

پھر اُس غلام نے راہب کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اندر چلے گئے۔  
میں وہیں دروازے پر صبح تک کھڑا رہا، یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو راہب باہر

نکلا، اُس نے اپنا سارا لباس رہبانیت اتار کر سفید لباس پہنا اور مسلمان ہو گیا۔  
راہب نے مجھ سے کہا، 'اچھا اب تم مجھے اپنے استاد کے گھر لے چلو۔'

میں اس کو لیکر بختیشوع کے گھر آیا۔  
اُس نے جب راہب دیر عاقل کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً دوڑا ہوا آیا۔ اور بولا:

کیا بات ہو گئی، یہ آپ نے اپنا دین کیوں بدل دیا؟  
راہب نے جواب دیا کہ میں نے حضرت مسیح کو پایا، لہذا اُن کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔

بختیشوع نے کہا، 'اے آپ نے مسیح کو پایا؟'  
راہب نے کہا، 'مسیح ہمیں تو ان کا مثل ہی سہی۔ کیونکہ اس طرح کی فصد دنیا میں

سوائے حضرت مسیح کے اور کسی نے نہیں کھلائی۔ اور ان کی نشانیاں اور علامات بتاتی ہیں کہ  
یہ (حضرت امام حسن عسکری) حضرت مسیح کی نظیر ہیں۔'

پھر وہ راہب وہاں سے واپس ہوا، آپ کی خدمت میں آیا اور مرتے دم تک آپ  
ہی کی خدمت میں رہا۔

## ۴۔ طی الارض

جعفر بن شریف جرجانی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا تو سرمن رائے میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں مجھے حاضر ہوا میرے اصحاب مہلت سے کچھ لوگوں نے آپ تک پہنچانے کے لیے میرے ساتھ کچھ مال کر دیا تھا۔ میں نے چاہا کہ آپ سے دریافت کروں کہ یہ مال کس کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرمادیا، جو مال تمہارے پاس ہے وہ خود خادم مبارک کے سپرد کرو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، باسز نکلا اور بولا۔ مولا آپ کے جرجانی کے شیعوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔ آپ نے فرمایا، کیا حج سے فارغ ہونے کے بعد تم جرجان نہیں جاؤ گے؟ میں نے کہا، جی ہاں، جاؤں گا۔

آپ نے فرمایا، اچھا سنو! تم آج سے ایک سو ستروین دن روز جمعہ ۲ ربیع الاول کو قبل از دوپہر جرجان میں داخل ہو جاؤ گے تو وہاں کے شیعوں کو بتا دینا کہ میں اُسی دن اُن پاس دوپہر کے بعد پہنچوں گا، اچھا جاؤ خدا حافظ، تم اور تمہارا مال و اسباب سلامت رہو اور تم اپنے اہل و عیال تک بخیر و عافیت پہنچو گے۔ تمہارے فرزند شریف کے ہاں ایک بیٹا ہو گا، اُس کا نام صلت بن شریف بن جعفر بن شریف رکھنا۔ اللہ اُس سے اپنے دین کی تسکین کرے گا۔ وہ ہمارے دوستوں میں سے ہو گا۔

میں نے عرض کیا، فرزند رسول! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپ کا شیعوں سے اور آپ کے دوستوں میں بہت مشہور ہے وہ اپنے مال میں سے تقریباً ایک لاکھ درہم سالانہ نذر ہے اور آپ کے دوستوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل ہمارے شیعوں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے، اللہ اُس کے گناہوں کو معاف فرمائے اور اُس کو ایک فرزند عطا کرے جس کا قاتل ہو، اُس سے کہہ دینا کہ دام حسن بن علی نے کہا ہے کہ جب لڑکا تولد ہو تو اُس کا نام احمد رکھو اس کے بعد میں سرمن رائے سے رخصت ہوا، فریضہ حج ادا کیا اور صبح و سلامیہ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا روز جمعہ ۲ ربیع الاول قبل از دوپہر جرجان پہنچا، میرے دوست احباب مجھے مبارک باد کہنے کے لیے آئے۔

میں نے اُن سے کہا کہ امام علیہ السلام نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آج سہ پہر میں یہاں تشریف لائیں گے۔ لہذا جو بھی مسائل تمہیں پوچھنا ہوں اس کی تیاری کر لو۔ تمام حضرات ظہر بن نمازیں پڑھ کر میرے گھر میں جمع ہو ہی رہے تھے کہ خدا کی قسم حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام تشریف لائے میرے مکان میں داخل ہوئے جہاں سب لوگ جمع تھے۔

آپ نے آتے ہی ابتدائیہ سلام کیا۔ ہم سب لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کے ہاتھوں کو بوسے دیے۔

آپ نے فرمایا، کہ میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا کہ آج دن کے آخری حصے میں اگر تم لوگوں سے ملوں گا اس لیے میں نماز ظہر بن سرمن رائے میں پڑھ کر چلا ہوں اور اب پہنچا ہوں تاکہ ایفائے عہد ہو جائے۔ اب اپنے اپنے مسائل اور ضروریات میرے سامنے بیان کرو۔ چنانچہ سب سے پہلے نصر بن جابر نے اپنی حاجت پیش کی اور عرض کیا فرزند رسول! ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میرے لڑکے کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اُس کی آنکھوں کی بصارت لوٹ آئے۔

آپ نے فرمایا، اُسے یہاں لے آؤ۔ وہ آیا تو آپ نے اُس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُس کی بصارت لوٹ آئی۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے مسائل و حوائج پیش کیے آپ نے سب کی حاجت برآری کی، اُن لوگوں کے لیے دعائے خیر فرمائی اور اسی دن واپس چلے گئے۔ (مختار الخراج ص ۲۱۳)

## ۵۔ کنویں کا پانی اطاعتِ امام میں ویراگی

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام ابھی بہت کم سن تھے کہ کنویں میں گر گئے اور آپ کے پدربزرگ حضرت امام علی النقی علیہ السلام نماز میں مشغول تھے عورتیں چیخے چلانے لگیں۔ آپ نے سلام پڑھ کر نماز ختم کی تو فرمایا: تم سب پریشان نہ ہو۔

یہ کہہ کر آپ کنویں کے پاس گئے اور دیکھا تو کنویں کا پانی اوپر تک بلند ہو گیا تھا۔ اور امام حسن عسکری علیہ السلام پانی کے اوپر کھیل رہے تھے۔

## ۴ = عسکریین کے روضے کی کرامت

آپ کے معجزات میں سے یہ بھی ہے کہ سرمن راتے میں خلفائے بنی عباس کی قبروں پر چڑگا دروں اور چڑلوں کی بید و بشارتیں ہوتی ہیں جنہیں روزانہ صاف کیا جاتا ہے اور دوسرے دن پھر چڑلوں کی بیٹوں سے قربی ملو ہوجاتی ہیں، مگر حضرت امام علی اثنیٰ اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے روضے کے قتبے یا ان کے آبائے کرام کے روضوں کے قبوں پر چڑلوں کی ایک بیٹ بھی نظر نہ آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں اور چڑلوں کو بھی ان حضرات کی عظمت و جلالت کا علم از روئے الہام ہے۔

(مختار الخراج ۱۱۶-۱۱۷)

## ۵ = درند بھی امام کی معرفت رکھتے ہیں

روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام ایک مرتبہ ایک شخص کی قید میں دیر بے گئے۔ اُس کی عورت نے اُس سے کہا: ارے 'خدا سے ڈر! تجھے نہیں معلوم کہ تیرے گھر کو کون مقید ہے۔ یہ ایک مرد صالح اور بڑا عبادت گزار ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

اُس نے کہا: تو یہ کہتی ہے، میں تو ان کو درندوں کے حوالے کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد اُس نے حاکم سے اجازت لیکر امام علیہ السلام کو درندوں کے کمرے میں ڈال دیا اور جب پورا یقین ہو گیا کہ اب درندے انہیں کھا چکے ہوں گے، وہ انہیں دیکھنے لیے گیا اور دوسرے تماش میں لوگ بھی دیکھنے کے لیے پہنچے تو دیکھا کہ امام علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں اور تمام درندے آپ کو حلقے میں لیے ہوئے آپ کی زیارت میں مصروف اور اطاعت میں سرنگین ہیں۔ اس لیے مجبوراً حکم دیا گیا کہ آپ کو اس کمرے سے نکالا جائے۔ کیونکہ اس میں بھی آپ کی فضیلت تھی۔ (کافی جدا ص ۵۱، مختار الخراج)

## ۸ = زمین نے حسب ضرورت سونا اور چاندی اُگل دیا

ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو کر صبح کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میں بھی اپنی سواری پر سوار ہو کر آپ کے ساتھ ہوتا ہوا

آپ آگے آگے چل رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا مگر یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ پر قرض ہے جس کا ادائیگی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

اتنے میں آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، فکر نہ کرو تمہارا قرض اللہ تعالیٰ ہی ادا کرے گا۔

یہ کہہ کر آپ زمین فرس سے ذرا جھکے اور اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط لگایا اور مجھ سے فرمایا: لے ابو ہاشم! نیچے اترو اور اس خط کے درمیان جو کچھ ہے وہ لے لو۔ اور دیکھو اس بات کو کسی پر نظام نہ کرنا۔

میں نیچے اترا اور دیکھا تو وہاں سونے کا ایک ڈلا تھا میں نے اسے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا، اور اب پھر سوچنے لگا کہ اگر اس سے پورا قرض ادا ہو گیا تو خیر، ورنہ اپنے قرض خواہ کو کسی نہ کسی طرح راضی کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں جاڑے کا زمانہ آ رہا ہے اس میں گرم کمپڑوں وغیرہ کی ضرورت ہوگی مجھے ان اخراجات کو بھی دیکھنا ہے۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ پھر میری طرف متوجہ ہوئے، اس کے بعد جھک کر اپنے تازیانے سے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا: لے ابو ہاشم! اپنی سواری سے اترو اور اسے بھی لے لو مگر کسی سے نہ کہنا، اسے پوشیدہ رکھنا۔

میں سواری سے اترا اور دیکھا تو ایک ڈلا چاندی کا نظر آیا میں نے اُسے اٹھا کر اپنی دوسری جیب میں رکھ لیا۔ پھر ہم کچھ دور مزید آگے جا کر واپس ہوئے۔ آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

مگر پہنچ کر میں نے اپنے قرض کا حساب لگایا کہ کتنا ہے، پھر سونے کے ڈلے کو وزن کر کے اُس کی قیمت کا اندازہ لگایا تو وہ بالکل قرض کی رقم کے برابر تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ موسم سرما گذرنے کے لیے ہیں کیا کیا سامان لینا ضروری ہے جس میں اسراف اور فضول خرچی بھی نہ ہو اور کی بھی نہ رہے، اس پر کتنی رقم خرچ ہوگی۔ پھر میں نے چاندی کے ڈلے کو وزن کر کے اُس کی قیمت کا اندازہ لگایا، تو دونوں رقم برابر ہی نکلیں، نہ چاندی کی رقم زیادہ تھی اور نہ اخراجات و مصارف کی رقم زیادہ تھی۔

(مختار الخراج)

## ۹ = قلم کاغذ پر از خود چلنے اور لکھنے لگا

ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ان بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا



اُس وقت آپ کچھ تحریر فرما رہے تھے کہ اتنے میں نماز کا وقت آگیا، آپ نے اپنے ہاتھ سے قلم کاغذ رکھا اور نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کر چلے گئے۔ مگر میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کا قلم خود بخود کاغذ پر چل رہا ہے اور لکھتا جا رہا ہے یہاں تک کہ اُس نے تحریر کو آخر تک پہنچا دیا۔ یہ دیکھ کر میں نے سجدے میں گر پڑا جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور واپس آئے تو قلم کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لوگوں کو اذن باریابی دیا۔

(عیون المعجزات)

برسی نے کتاب مشارق میں حسن بن حران سے اور انھوں نے ابوالحسن کرخی سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ میرا باپ کرخی میں بزار کا کام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اُس نے کپڑے کا ایک گٹھہ سرمن رائے بیچنے کے لیے مجھے دیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک خادم میرے پاس آیا اور اس نے میرا اور میرے باپ کا نام لیکر مجھے آواز دی۔

اور بولا: چلو تمھارے مولائے تمھیں بلایا ہے۔

میں نے کہا: میرا مولانا کون ہے جس کے پاس میں جاؤں؟ اُس نے کہا: میرا کام پیغام پہنچانا تھا، اب غل کرنا یا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔ یہ سن کر میں اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ وہ مجھے ایک ایسے عالی شان محل میں لے گیا کہ جس کے حجت ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں ہوا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک صاحب سبز فستان پر بیٹھے ہوئے ہیں جن کے چہرے کے نور سے آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔

جب میں اُن کے پاس پہنچا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: وہ جو کپڑے کا گٹھہ تم لائے ہو اس میں دو چادریں ہیں۔ ایک فلاں جگہ کی بنی ہوئی ہے اور دوسری فلاں جگہ کی۔ اور یہ فلاں کے اسباب تجارت میں سے ہے ان میں سے ہر چادر میں ایک رقعہ رکھا ہوا ہے جس پر اس چادر کی قیمت اور اس پر نفع کی رقم بھی لکھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی اصل قیمت تینیس دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ دوسری کی اصل قیمت تیرہ دینار اور نفع دو دینار مرقوم ہے۔ جاؤ اور وہ دونوں چادریں لیکر آؤ۔

اُس شخص کا بیان ہے کہ میں وہ دونوں چادریں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ مگر آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے ہمت نہ ہوئی کہ نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھوں۔ اُس کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرش کی ایک جانب ہاتھ پڑھا، حالانکہ وہاں

کچھ بھی نہ تھا۔ اور ایک مٹھی اٹھا کر فرمایا: لو یہ تمھاری دونوں چادروں کی قیمت منافع کے ساتھ ہے۔

وہ قیمت یکسر میں باہر نکلا اور دروازے پر اگر رقم شمار کی تو واقعاً اصل قیمت مع نفع پوری پوری تھی۔ نہ کم تھی اور نہ زیادہ۔ میرے والد کی تحریر کے بالکل مطابق۔

(مشارق الانوار برسی)

## (۱۰) = قید خانہ بھی آپ کو پابند نہ کر سکا

ابو نجف مصری سے روایت ہے اور وہ اس حدیث کو اپنے رجال کے ذریعے سے ابویعقوب اسحاق ابن ابان تک پہنچاتے ہیں۔ ابویعقوب اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام جس وقت قید خانے میں مقید تھے، آپ اپنے اصحاب اور اپنے شیعوں کے پاس آدمی بھیج دیا کرتے تھے کہ فلاں رات کو عشاء کے وقت فلاں بن فلاں کے گھر فلاں مقام پر آجانا، تم یہیں وہاں موجود پاؤ گے۔

حالانکہ قید خانے کے پہرے دار آں واحد کے لیے بھی قید خانے کے دروازہ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ نہ دن میں اور نہ رات میں۔

چنانچہ ہر پانچویں روز تمام پہرے دار معزول کر کے دوسرے پہرے دار متعین کیے جاتے اور انھیں سخت تاکید کی جاتی کہ قید خانے کے دروازے سے ہرگز جدا نہ ہونا۔ دوسری طرف آپ کے اصحاب معینہ مقام پر پہنچ جاتے اور آپ وہاں پر حسب وعدہ تشریف لے جاتے۔ سب لوگ اپنی اپنی حاجتیں آپ کے سامنے پیش کرتے اور آپ ہر ایک کی حیثیت اور منزلت کے مطابق اُن کی حاجت روائی فرماتے۔ پھر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے۔ اور آپ قید خانے میں آجاتے۔ (عیون المعجزات)

## (۱۱) = سرکش گھوڑا بھی آپ کا مطیع ہو گیا

احمد بن عمارت قرظی کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ سرمن رائے میں رہتا تھا۔ وہاں میرے والد حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصطبل میں فعل بند تھے۔

مستعین کے پاس ایک خمر تھا جس کے قد کی بندی اور خوبصورتی میں کوئی اس کا مثل نہ تھا مگر وہ نہ تو اپنی پشت پر زین کئے دیتا اور نہ منہ میں لگائے دیتا تھا۔ تمام گھوڑوں



اور خچروں کو سدھانے والے جمع ہو گئے۔ سب نے اپنی اپنی تدبیر کی مگر کوئی بھی اُس کی پشت پر سواری نہ کر سکا۔

مستعین کے بعض مصاحبوں نے کہا، آپ اپنا آدمی بھیج کر حضرت حسن بن الرضا (امام حسن عسکری علیہ السلام کو کیوں نہیں بلاتے۔ کیونکہ یا تو وہ اس پر سوار ہو جائیں گے ورنہ یہ خچر اُن کا کام تمام کر دے گا۔

مستعین نے آدمی بھیج کر حضرت ابو محمد علیہ السلام کو بلوایا، اور میرے والد بھی آپ کے ساتھ مستعین کے پاس گئے۔ جب آپ مستعین کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا، کہ گھر کے صحن میں وہ خستہ کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس خستہ کی پشت پر رکھا اور ہاتھ رکھتے ہی خستہ کو پسینہ آگیا آپ اُس کے بڑے اور مستعین کے پاس پہنچے۔

اُس نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بولا، ذرا آپ اس خستہ کے منہ میں لگام لگادیں۔ آپ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس کو لگام لگا دو۔ مستعین نے کہا، نہیں، بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی لگام لگائیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا، اگر تم ہی چاہتے ہو تو میں ہی اس کو لگام لگائے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اُسے اپنی چادر ایک طرف رکھی اور بڑھ کر اُس خستہ کے منہ میں لگام لگادی، اور واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

مستعین کی کہا، ذرا اس کی پشت پر زین بھی تو کس دیں۔ آپ نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس پر زین کس دو۔ مستعین نے کہا، نہیں زین بھی آپ ہی کس دیں تو بہتر ہوگا۔ آپ پھر اُسے اور اس پر زین کس کر بیٹھ آئے۔ مستعین نے کہا، کیا آپ اس پر سوار بھی ہو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، کیوں نہیں۔

یہ کہہ کر آپ بڑھے، اور خستہ بھی چپ چاپ کھڑا رہا، آپ بلا مزاحمت اس پر سوار ہو گئے، اُس کو وہی چال پر ڈالا، تو وہ بہترین رفتار سے چلنے لگا۔ پھر آپ اُتر کر واپس آ گئے۔ مستعین نے کہا، اس پر آپ کو امیر المومنین نے بٹھایا۔ حضرت ابو محمد نے میرے والد سے فرمایا، جاؤ اس خستہ کی لگام پکڑو اور بچلو۔ وہ اُس کی لگام پکڑ کر لے آئے۔ (مناقب جلد ۳۸، صفحہ ۱۷۸)

# بَحَارُ الْاُخْوَارِ



باب



اخبار النجوم بحار العلوم

## ① — نبی کی ہڈی اور راہب

علی بن حسن بن سائور سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں سرمن رائے کے اندر قحط پڑ گیا خلیفہ وقت نے اپنے حاجب اور اپنے اہل مملکت کو حکم دیا کہ سب لوگ غارِ استسقا کے لیے صحرا میں نکلیں۔

چنانچہ یہ لوگ تین دن تک مسلسل استسقا کے لیے صحرا میں جا کر نماز پڑھتے رہے مگر پانی نہ برسا۔

چوتھے دن جاٹلیق اپنے نصاریٰ کے گروہ کے ہمراہ اور راہبوں کے ساتھ نکلا ان کے ساتھ ایک ایسا راہب بھی تھا جب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا تھا تو فوراً بارش ہونے لگتی تھی۔ یہ دیکھ کر بہت سے مسلمانوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا، لوگ حیران تھے اور نصرانیت کی طرف مائل ہوتے جا رہے تھے۔

یہ صورت دیکھ کر خلیفہ وقت نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیجا۔ آپ اُس زمانے میں قید تھے۔ آپ کو قید سے نکلا گیا۔

خلیفہ وقت نے عرض کیا، 'فرزندِ رسول! آپ اپنے جد کی امت کی خبر لیجیے ہلاک ہوا چاہتا ہے۔'

آپ نے فرمایا، 'اچھا کل میں صحرا میں جاؤں گا، اور انشاء اللہ تعالیٰ سے شکوک دور کر دوں گا۔'

چنانچہ دن جاٹلیق اپنے راہبوں کے ساتھ پھر نکلا ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی اپنے چند اصحاب کو سب کچھ اپنے دیکھا کہ اس راہب نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور بادل گھرنے لگے۔

آپ نے اپنے غلام سے کہا جاؤ اور اس راہب کا دہانہ ہاتھ پکڑ لو اور اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان جو چیز ہے اسے جھین کر میرے پاس لے آؤ۔

غلام گیا اور راہب کی انگلیوں کے درمیان ایک سیاہ رنگ کی ہڈی پھنی آئی نکال لیا۔ امام علیہ السلام نے وہ ہڈی لے لی۔

اس کے بعد آپ نے اُس راہب سے فرمایا کہ اب دوبارہ بارش کے لیے دعا کرو تو جانوں کہ تمہاری دعا میں تاثیر ہے۔

راہب نے ندامت کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، بادل، اگرچہ گھرے ہوئے تھے لیکن اب بجائے برسنے کے چھٹنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب نکل آیا اور مطلع صاف ہو گیا خلیفہ وقت یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہنے لگا، 'اے ابو محمد! یہ ہڈی کیسی ہے؟' آپ نے فرمایا، 'یہ ایک نبی کی ہڈی ہے جو اس راہب کو کہیں سے ہاتھ آ گئی ہے اس ہڈی میں یہ صفت ہے کہ جب بھی اس کو زیرِ آسمان برسنہ کیا جائے گا فوراً ہی رحمتِ باران کا نزول ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ جب یہ راہب اس ہڈی کو اپنی انگلیوں میں رکھ کر ذرا سا برسنہ کرتا تھا بارش شروع ہو جاتی تھی۔ راہب میں ذاتی کوئی کرامت نہیں ہے۔ صرف اس ہڈی کی وجہ سے نزولِ رحمتِ باران ہوتا رہا۔ (اس کے بعد جتنے لوگ دہاں جمع تھے سب کو اس پوشیدہ نبی کی ہڈی کا راز بتایا گیا، جس کی بناء پر جو لوگ اپنا عقیدہ چھوڑ کر نصاریٰ ہو رہے تھے پھر اپنے عقیدہ پر واپس آ گئے اور حقیقتِ امر کو جان گئے۔)

(مختار الخراج ص ۲۱۴، کشف الغو جلد ۳ ص ۳۱)

## ② — جاسوس کی نشاندہی

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ قید ہوئے۔ اس قید خانے کا داروغہ صالح بن وصیف تھا۔ قید خانے میں ہمارے ساتھ ایک مرو جی بھی تھا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ علوی ہے۔

چنانچہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام قیدیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، 'اگر تم لوگوں میں ایک شخص ایسا نہ ہوتا جو تم میں سے نہیں ہے تو میں بتاتا کہ تم لوگوں کو ہائی کب نصیب ہوگی۔'

یہ کہہ کر آپ نے اُس مرو جی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ مجمع سے نکلا۔

آپ نے پھر فرمایا، 'یہ شخص تم میں سے نہیں ہے۔ اس سے احتیاط برتو اور اس کے کپڑوں میں ایک تھسہر بھی ہے جس میں اس نے سلطانِ وقت کو مطلع کرنے کے لیے تم لوگوں کی گفتگو کرتے

### (۳) — معتمد کی قید سے رہائی کا علم

محمد بن ابی زعفران نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت ابو محمد نے مجھ سے کہا کہ سترہ مہینے میں مجھ پر ایک مصیبت آئی ہے۔ ممکن ہے اس سے چھٹکارہ نہ مل سکے۔ میں نے کہا میں روئے اور چیخنے لگی۔

آپ نے فرمایا، 'روئے سے کچھ حاصل نہیں۔ یہ حکم ہے جو واقع ہو کر رہے گا۔ چنانچہ جب سترہ مہینے کا ماہ صفر آیا تو ان کی والدہ کو نہ اٹھے کل، نہ بیٹھے چین۔ بیرون مدینہ کے باشندوں کے پاس خبر کے تحتس میں جایا کرتی۔

ایک مرتبہ اخصی خبر ملی کہ معتمد نے حضرت ابو محمد اور ان کے بھائی جعفر کو علی بن جریر کی قید میں دیدیا ہے۔ اور وہ علی بن جریر سے ہر لمحہ ان کا حال معلوم کرتا رہتا، اور وہ بتاتا رہتا کہ حضرت ابو محمد دن کو روزہ رکھتے ہیں اور شب بھر نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔

معتمد نے ایک دن پھر ان کا حال پوچھا۔ علی بن جریر نے وہی بتایا۔ اس نے کہا، 'اچھا ابھی جا کر ان سے میرا سلام کہو اور یہ کہہ دو کہ اب آپ آزاد ہیں۔ اپنے گھر تشریف لے جائیں۔ میں نے آپ کو آج سے اپنا صاحب بنایا۔

علی بن جریر کا بیان ہے کہ جب میں قید خانہ کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازے پر سواری زین کسی ہوئی تیار کھڑی ہے۔ اندر گیا تو دیکھا کہ آپ بھی موزے پہنے، ایرانی سبز چادر دوش پر ڈالے تیار بیٹھے ہیں۔

جب آپ نے مجھے دیکھا تو چلے۔ میں نے آپ کو رہائی کا حکم سنایا تو سواری پر سوار ہو گئے۔

جب گھوڑے پر سوار ہو چکے تو کھڑے رہے۔ میں نے پوچھا، 'اب آپ کیوں کھڑے ہیں؟' آپ نے فرمایا، 'جعفر کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔

میں نے کہا، 'مگر رہائی کا حکم تو صرف آپ کے لیے ہوا ہے۔ اس کے لیے تو نہیں ہوا؟' آپ نے فرمایا، 'معتمد سے جا کر کہو کہ ہم دونوں ایک گھر سے آئے ہیں، اگر میں جاؤں اور وہ میرے ساتھ نہ ہوگا تو وہاں کیا ہوگا، یہ بات تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

علی بن جریر کا بیان ہے کہ میں معتمد کے پاس گیا اور وہاں سے واپس آ کر بتایا کہ معتمد نے

کر لیا ہے۔

میں نے کچھ لوگ اٹھے، اور اس کے لباس کی تلاشی لی تو اس میں سے وہ تحریر برآمد ہوئی جس میں اس نے تمام قیدیوں کی پوشیدہ کارروائی درج کی تھی، جس میں سلطان کو مطلع کیا گیا تھا کہ ہم لوگ قید خانے میں نقب لگا کر بھاگنے کی فکر میں ہیں۔

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام روزے رکھتے تھے شام کے وقت آپ کا غلام آپ کے گھر سے ایک چمڑے کے سربہر تھیلے میں آپ کے لیے کھانا لاتا اور ہم لوگ بھی اُسی میں سے افطار کرتے تھے۔

ایک دن میں ضعف کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو دوسری کو ٹھری میں جا کر میں نے سوکھی روٹی کھائی تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ اس کے بعد میں آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے غلام سے کہا، 'ابو ہاشم کے لیے کچھ کھانے کی چیز لاؤ۔ یہ روزے سے

نہیں ہیں۔ میں نے کہا، 'میں نے پوچھا، 'ابو ہاشم، کیوں مسکرا رہے ہو؟ جب تم روزے سے نہیں ہو تو سوکھی روٹی کھانے سے کیا قوت آئے گی۔ گوشت کھاؤ تاکہ تمہاری کمزوری دور ہو جائے' میں نے عرض کیا، 'واقعاً، اے اللہ! اس کا رسول اور آپ حضرات کچھ ہیں، آپ مجھے

کو اللہ سلامت رکھے۔ اور میں نے کھانا شروع کیا۔ آپ نے تین بار فرمایا، 'اب تین دن روزہ نہ رکھنا' اس لیے کہ روزے سے جو کمزوری پیدا ہوتی ہے وہ تین دن سے پہلے دور نہیں ہوتی۔

پھر جب وہ دن آیا جس میں آپ کو رہائی ملنے والی تھی۔ آپ کا خادم آیا اور پوچھا: آقا! آپ کا کھانا لاؤں؟ آپ نے فرمایا، 'لاؤ۔

ہمارا خیال تھا کہ ہم اس میں سے نہ کھا سکیں گے مگر کھانا ظہر کے وقت آیا، آپ روزے سے تھے، عصر کے وقت آپ کو رہائی ملی۔ آپ نے فرمایا، 'اب یہ کھانا تم لوگ کھا لینا، اللہ تمہیں مبارک کرے۔

(مختار الخواجہ ص ۲۳۹-۲۴۰، مناقب جلد ۴ ص ۲۴۰) • اعلام الوری میں بھی ابو ہاشم کی یہی روایت اپنے اسناد سے مرقوم ہے۔ (اعلام الوری ص ۲۵۵-۲۵۶)

کہا ہے کہ میں نے آپ کی وجہ سے جعفر کو بھی رہا کیا۔ اور میں نے آپ کو محض جعفر کی حرکتوں ہی کی وجہ سے قید کیا تھا۔

پھر آپ جعفر کو سیر کرنے کے لئے (بج الدعوات ص ۳۳۳)

• میری نے محمودی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام معتد کی قید سے رہا ہوئے تو میں نے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ تحریر دیکھی۔  
”يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمِّعُ نُورِهِ وَلَوْلَا كَرِهَ الْكَافِرُونَ“

(بج الدعوات ص ۳۳۳)

③ = دشمن تو ہماری نسل کو قطع کرنا چاہتے تھے

نصر بن علی جہضمی جو مخالفین

میں سے مولیدائمت کے سلسلہ میں ثقات (معتبرین) میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ: امامت کی دلیلوں میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جو حضرت حسن بن علی عسکری علیہ السلام سے وقت ولادت حضرت م ج م د (ابن حسن) کے متعلق بیان کی گئی کہ آپ نے فرمایا: ”ان ظالموں نے مجھ لیا تھا کہ وہ مجھے قتل کر کے ہماری نسل کو قطع کر دیں گے لیکن انھوں نے دیکھ لیا ہے کہ اُس قادر مطلق کی قدرت کیسی ہے۔“

اس کے بعد آپ نے اس مولود کا نام مؤمل رکھا۔ (بج الدعوات ص ۳۳۵)

(غنیۃ الشیخ ص ۱۳۹-۱۴۰)

• مختار الخراج میں بھی محمد بن اقرع کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(مختار الخراج ص ۲۱۵، کافی جلد ۱ ص ۵۰۹)

⑤ = ہوشیار رہو بٹولیوں کا خطرہ ہے

کتاب الدلائل میں ابوبکر سے روایت

ہے کہ میرے ایک دوست نے میرے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم اور تم دونوں مل کر مختلف اطراف و جانب سے باغوں کے پھل خریدیں۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ کو خط لکھ کر آپ سے مشورہ چاہا۔

آپ نے فرمایا، اس تجارت میں تم بالکل شریک نہ ہو۔ کیا تمہاری نظر بٹولیوں اور پھلوں کے سوکھ کر حشف بن جانے پر نہیں ہے؟

چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ تو بٹولیوں نے اگر تب ایسا ہی مجاہدی اور کچھ پھل جو باقی رہ گئے تھے وہ سوکھ کر حشف بن گئے۔ اور اللہ نے آپ کے مشورہ کی وجہ سے مجھے اس نقصان سے بچالیا۔  
(کشف الغم)

④ = علم اصلا ب و ارحام

محمد بن علی بن ابراہیم ہمدانی سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو عرض کیا کہ جس میں التبیان کی کہ آپ دعار فرمائیں، اللہ مجھے میری چچا زاد بہن کے بطن سے لڑکا عطا فرمائے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تجھے کئی لڑکے عطا فرمائے۔ چنانچہ آپ کی دعار اور اللہ کی عنایت سے میرے یہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔  
(کشف الغم جلد ۳ ص ۳۱۳)

④ = علم ارحام

ابن فرات سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں سرمن رائے کے محلے عسکر میں ایک راستے پر بیٹھا ہوا تھا اور مجھے اولاد کی بچہ متانتھی۔ اتفاقاً ادھر سے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری گزری۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ ’فرزند رسول‘! آپ کے علم کے مطابق میری قسمت میں اولاد ہے یا نہیں؟

آپ نے سر ہلا کر فرمایا، ہاں۔

میں نے عرض کیا۔ پھر یہ فرمادیجیے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟

آپ نے فرمایا، لڑکا نہیں۔

پھر میرے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ (مختار الخراج ص ۲۱۴)

• کشف الغم میں ابن فرات کے بجائے جعفر بن محمد سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغم جلد ۳ ص ۳۱۲)

⑧ = پیغمبر و شنائی کی تحریروں کی ہے

محمد بن عباس کا بیان ہے کہ ہم لوگ امام حسن عسکری علیہ السلام کے علامات امامت کے متعلق گفتگو کر رہے تھے تو ایک ناہشی (دشمن اہلیت) نے کہا میں بغیر و شنائی کے ایک خط لکھتا ہوں اگر انھوں نے جواب دید یا تو سمجھوں گا کہ واقعاً وہ اسام ہیں۔



چنانچہ اُس نے ایک خط بغیر روشنائی استعمال کیے ہوئے لکھا اور تمام خطوط کے ساتھ اسے بھی رکھ دیا۔  
امام علیؑ سلام نے ہمارے مسائل کے جواب دیے اور اس کے پرچے پر اس کا  
اور اس کے والدین کا نام لکھ دیا۔  
یہ دیکھ کر اے غش آگیا۔ جب غش سے افادہ ہوا تو آپ کے حقیقی امام ہونے کا معتقد  
ہو گیا۔ (مناقب جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

## ⑨ = حج کو جاؤ پیاس کا کوئی خطرہ نہیں

ابوعلی مطہری کا بیان ہے کہ قافلے سے آپ کو اطلاع دی گئی کہ حج پر جانے والے یہاں سے واپس آ رہے ہیں، انھیں ڈر ہے کہ آگے بڑھے تو بیانی نایاب ہو جائے گا، پیلے مرجائیں گے۔  
آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: واپس نہ آؤ حج کو چلے جاؤ انشاء اللہ اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔  
لہذا جو لوگ ابھی واپس نہیں ہوئے تھے وہ حج پر چلے گئے اور صبح سلامت رہے۔ انھیں پیاس کی کوئی آذیت نہیں ہوئی۔

(کافی جلد ۱ ص ۵۰۸-۵۰۷ ارشاد ص ۲۲۲)

## ⑩ = مستقبل کا علم

کافور خادم کا بیان ہے کہ یونس نقاش ہمارے سید و  
کی حاشیہ برداری اور خدمت کیا کرتا تھا۔  
ایک دن وہ کانپتا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا: میرے سید و سردار! میں وصیت  
کرتا ہوں کہ میرے اہل و عیال کا خیال رکھیے گا۔  
آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟  
اُس نے عرض کیا: بس اب میرا اس دنیا سے کوچ کا اہتمام ہو گیا ہے۔  
آپ نے فرمایا: اے یونس! کیسا اہتمام؟  
یہ کہہ کر آپ مسکرائے گئے۔

یونس نے کہا: ابن بشار حاکم نے مجھے ایک نیکند دیا تھا۔ جب میں اُس پر نقش کرنے  
لگا تو وہ بیچ سے دو ٹوٹے ہو گیا اس کو کل ہی دینے کا وعدہ ہے۔ اور وہ ابن بشار ہے ایک ہزار تازیانوں

یا قتل سے کم سزا نہ دے گا۔

آپ نے فرمایا: اپنے گھر جاؤ کل جو اللہ کرے گا وہ بہتر کرے گا۔  
دوسرے دن پھر کانپتا ہوا آیا اور بولا کہ ابن بشار کا آدمی نیکند لینے آ گیا ہے۔  
آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ جاؤ، اللہ جو کرے گا وہ بہتر کرے گا۔  
یونس نے کہا: آقا! میں اُس سے جا کر کیا کہوں گا؟  
آپ مسکرائے اور فرمایا: تم جاؤ اور سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اور جو ہو گا وہ بہتر ہو گا۔  
یونس گیا اور خوش و خرم واپس آیا اور بولا: مولانا! ابن بشار نے مجھ سے کہا کہ میری  
کنیزیں آپس میں جھگڑ رہی ہیں، کیا تم سے ممکن ہے کہ اس کے دو ٹکڑے کر دو اور جھگڑا ختم ہو جائے؟  
آپ نے فرمایا: پروردگار! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں ایسے لوگوں میں قرار دیا جو تیرا  
واقعی شکر ادا کرتے ہیں۔

آپ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کہا؟  
یونس نے کہا کہ میں نے اسے مطمئن کر دیا ہے کہ اچھا، میں کوشش کروں گا۔  
آپ نے فرمایا: ٹھیک جواب دیا۔ (مناقب آلِ ابی طالب جلد ۳ ص ۴۳۰-۴۲۹)  
(نوٹ: ) یہی قصہ یعنی حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے معجزات میں بھی مندرج ہے اور  
بظاہر وہی درست ہے اس لیے کہ کافور ان ہی کے اصحاب میں سے تھا۔

## ⑪ = اس گھوڑے کو شام سے قبل ہی فروخت کر دو

علی بن زید بن علی بن  
الحسین بن زید بن علی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس پر مجھے  
بہت ناز تھا اور اکثر مجلسوں اور صحبتوں میں میں اس کا تذکرہ کیا کرتا تھا۔  
ایک دن میں اس پر سوار ہو کر حضرت ابو محمدؑ کے گھر پہنچا۔  
آپ نے پوچھا: وہ گھوڑا کہاں ہے؟  
میں نے کہا: وہ آپ کے دروازے پر کھڑا ہے۔  
آپ نے فرمایا: اگر کوئی گاہک ملے تو اس کو شام ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دو۔  
اس پر دیر نہ کرو۔

آپ ابھی یہیں تک کہنے پائے تھے کہ کوئی آگیا اور بات کٹ گئی۔  
راوی کا بیان ہے کہ میں اس فکر میں وہاں سے اٹھ کر چلا اور جا کر اپنے بھائی سے اس کا



تذکرہ کیا۔

انہوں نے کہا، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا رائے دوں۔

میں ابھی اسی لباس و پیش میں تھا کہ شام ہو گئی۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہوا تو سامنے دوڑا ہوا آیا، اور بولا: آپ کا گھوڑا ابھی ابھی بیک مر گیا۔

اب میری سمجھ میں آیا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے اسی امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ دوسرے دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور طلب یہ کہہ رہا تھا کہ کاش آپ اس گھوڑے کی جگہ کوئی دوسرا گھوڑا دیدیتے۔

مگر میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپ نے فرمایا، ہاں ہاں میں اس گھوڑے کی جگہ تیرے دوسرا گھوڑا دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ میرا کیت رنگ کا گھوڑا انہیں دیدو۔

پھر مجھ سے فرمایا، یہ تمہارے اس گھوڑے سے بہتر ہے اس کی عمر بھی طویل ہے اور اس کی چال بھی اچھی ہے۔ (مختار الخراج ص ۲۱۳)

• اعلام اوزی، ارشاد اور کافی میں بھی علی بن زبیر سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام اوزی ص ۲۵، ارشاد ص ۳۲۳، کافی جلد ۱ ص ۵۵)

## ۱۲۔ علم بلایا

دلائل میری میں علی بن محمد بن زیاد سے روایت ہے کہ بیان ہے کہ میرے پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا خط آیا کہ تم پر ایک مصیبت آنے والی ہے، مگر یہ مجھے پڑے رہنا۔

اتفاق سے ایک مصیبت وارد ہوئی، میں پریشان ہوا اور حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت خط لکھ کر دریافت کیا کہ جس مصیبت کے لیے آپ نے فرمایا تھا کیا یہ وہی مصیبت ہے آپ نے جواب دیا، نہیں، اس سے بھی سخت مصیبت۔

میں نے جب جستجو کی تو معلوم ہوا کہ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو مجھے بکڑ لائے اس کو ایک لاکھ درہم انعام ملے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۹۲)

• مختار الخراج میں بھی علی بن محمد بن زیاد سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(مختار الخراج)

## ۱۳۔ کس نے کون سا مال چُرا یا ہے مجھے معلوم ہے؟

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے

کہ جب حضرت (امام علی نقی) ابو الحسن علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو ان کے فرزند حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام ان کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے، اور آپ کی بیعت و شہادت سے آپ کے غلاموں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ آپ کے لباس و نقدیات وغیرہ سب اٹھا کر لے گئے۔

جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو اپنی نشست گاہ میں اگر تشریف فرما ہوئے اور ان سب خادموں کو طلب کیا اور فرمایا: جو کچھ میں پوچھوں گا اگر تم لوگ کچھ بتا دو گے تو میری سزا محفوظ رہو گے، اور اگر تم لوگ اپنے انکار پر ہی اصرار کرتے رہے تو میں تمہیں خود بتاؤں گا کہ تم میں سے کون شخص کیا چیز لے گیا ہے۔ اور پھر اس وقت تم میں سے جو شخص جس سزا کا مستحق طریقے گا اس کو وہ سزا دوں گا۔

اس کے بعد فرمایا، اے فلاں! تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے اور اے فلاں! تو یہ یہ چیزیں لے گیا ہے۔

ان سب نے اقرار کیا، کہ جی ہاں۔

آپ نے فرمایا، اے واپس کرو۔

پھر آپ سب کو بلاتے گئے اور سب نے تمام چیزیں واپس کر دیں۔

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتظام میں سر راہ بیٹھ گیا جب آپ اُدھر سے گذرے تو میں نے ان سے اپنی پریشانی کا شکوہ کیا اور قسم کھائی کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے، سروسٹ میں بہت تنگدست ہوں۔ نہ کھانے کے لیے کچھ ہے نہ دن کو نہ رات کو۔

آپ نے فرمایا تم اللہ کی جھوٹی قسم کھاتے ہو۔ تم نے دو سو دینار تو زمین میں دفن کر رکھے ہیں، یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہا ہوں کہ تمہیں کچھ دینا نہیں چاہتا۔

پھر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ تیرے پاس جو کچھ ہو وہ اسے دیرے۔

آپ کے غلام نے مجھے سو دینار دیے۔

پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، سنو جس وقت تمہیں اپنے دفن کیے ہوئے

دیناروں کی شد یہ ضرورت پیش آئے گی وہ تمہیں نہ ملیں گے، تم ان سے محروم رہو گے۔  
اور ہوا بھی ایسا ہی۔ آپ نے واقعاً کچ ہی فرمایا تھا۔ وہ دنیا جو آپ نے مجھے عطا فرمائی تھی انہیں خرچ کرتا رہا، مگر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجھے ان کی شد یہ ضرورت پیش آگئی، روزی کے تمام دروازے بند ہو گئے تھے۔ میں نے جب اپنے دفن شدہ دیناروں کو کھود کر نکالنا چاہا تو وہ وہاں سے غائب تھے۔ میں نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ میرے لڑکے معلوم تھا کہ میں نے دینار کہاں دفن کیے ہیں۔ وہ انہیں نکال کر لے گیا۔ اور کہیں جھاگ گیا، میرا اس پر کوئی بس نہ چلا۔  
(الارشاد ص ۲۲۳)

• مختار الخراج میں بھی اسماعیل سے اسی کے مثل روایت ہے۔

### ۱۲ = تیری جائیداد واپس مل جائیگی

عمر بن ابی سلم کا بیان ہے کہ سرمن رائے میں مصر سے ایک شخص جس کا نام سیف بن لیث تھا، ہندی کے پاس فریاد لیکر آیا کہ شفیع خاوم نے اس کی جائیداد غصب کر لی اور اس کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ ہم لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ حضرت ابو محمدؑ عسکری علیہ السلام کو خط لکھ دے تاکہ وہ تیرے حق میں دعاء فرمائیں اور تیرا یہ کام آسان ہو جائے۔

اُس نے خط لکھا، تو آپ نے جواب دیا، پریشان نہ ہو اور سلطان کے پاس نہ جا۔ تیری جائیداد تجھ کو واپس مل جائے گی، بلکہ اس وکیل کے پاس جا جس کے قبضے میں اس وقت تیری جائیداد ہے اور اسے سب سے بڑے سلطان خدائے رب العالمین سے ڈرا۔ وہ شخص اس وکیل سے ملا۔

وکیل نے کہا، تیرے جاتے ہی میرے پاس خط آیا کہ میں تیری جائیداد تجھے واپس کر دوں۔ قاضی ابن ابی شوارب کا یہ حکم تھا، اور اس پر گواہیاں تھیں۔ پھر تیرے ہندی کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہ پیش آئی اور اس کو اُس کی جائیداد واپس مل گئی۔  
(مناقب جلد ۴ ص ۲۲۴)

### ۱۵ = آپ نے بغیر طلب کے خاتم بخش دی

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ جب بھی میں حضرت امام علی نقی یا حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا مجھے ان میں کوئی نہ کوئی لامنت

کی نشانی ضرور ملتی۔

چنانچہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ارادہ تھا کہ میں آپ سے انگوٹھی کے لیے چاندی وغیرہ مانگوں جس کو برکت کے لیے میں اپنے پاس رکھوں۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا اور باتوں میں یاد نہ رہا کہ میں کس لیے آیا تھا۔ جب وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو آپ نے میری طرف ایک انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: تو حصار ارادہ چاندی مانگے کا تھا، میں تمہیں بنی انگوٹھی دیتا ہوں۔ اس میں تمہیں نیکندہ اور نبوائی کا بھی فائدہ ہو گیا۔ اللہ تمہیں مبارک کرے۔  
(مناقب جلد ۴ ص ۲۲۵)

### ۱۶ = قرآن مخلوقِ خدا ہے

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے چچا ہیں آیا کہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کروں کہ آپ کا قرآن مجید کے متعلق کیا خیال ہے؟ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق (ابھی یہ بات میرے دل ہی میں تھی کہ) آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کی یہ روایت تم تک نہیں پہنچی جس میں آپ نے فرمایا کہ جب سورۃ قل هو اللہ احد نازل ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چار ہزار پر خلق فرمائے اور یہ سورہ ملائکہ کے جس گروہ کی طرف ہو کر گزرتا تھا تو سب نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاتے اور کہتے کہ اس کی نسبت رب العزت تبارک و تعالیٰ کی طرف ہے۔  
(مختار الخراج ص ۲۲۶)

### ۱۷ = آپ کی ٹوپی دلیلِ امامت بن گئی

کتاب الدلائل میں علی بن محمد بن حسن سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت ابواز سے سرمن رائے آئی میں بھی ان اصحاب کے ساتھ تھا اور خلیفہ وقت صاحبِ بصرہ کی طرف جا رہا تھا۔ ہم لوگ اس لیے نکلے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کر لیں۔ مگر دیکھا کہ آپ بھی اس کے ساتھ جا رہے ہیں۔ اسی لیے آپ کی دالسی کے اشتہار میں دو بانگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں آپ واپس ہوئے اور ہمارے متعادل پہنچ کر قریب ہی کھڑے ہو گئے، اپنا ہاتھ اٹھا کر سر سے ٹوپی اتاری اور دوسرا ہاتھ اپنے سر پر پھیرا اور ہم میں سے ایک شخص کے سامنے بیٹھ کر فرماتے لگے۔

۲۹- اس شخص نے فوراً کہا 'میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعاً حجت خدا اور اس کے منتخب بندے ہیں۔

ہم لوگوں نے اُس سے کہا، کہ تجھے یہ ہدایت کیسے ہو گئی؟  
اُس نے کہا کہ مجھے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر شک تھا لہذا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر آپ واقعی میں اپنے سر سے ٹوٹی آتالیں گے تو میں آپ کے امامت کا قائل ہو جاؤں گا۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۵)  
مختار الخراج میں بھی علی بن محمد کی یہ روایت مرقوم ہے۔ (مختار الخراج ص ۲۱۵)

## ۱۸ = دُعَاءِ دِلِ امامت

دلائل حمیری میں ابوسہیل بلخی سے روایت ہے  
اُن کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں اپنے والدین کے لیے دُعَاء کی درخواست کی۔ اُس کی ماں غالیہ تھی اور باپ مومن تھا۔  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ باپ پر رحم فرمائے۔  
ایک دوسرے شخص نے بھی خط لکھا اور اُس نے بھی اپنے والدین کے لیے دُعَاء کی درخواست کی۔ اُس کی ماں مومنہ تھی اور اس کا باپ ثنویہ تھا۔  
آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ماں پر رحم فرمائے۔  
(کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۲۶)

## ۱۹ = عَلِيمٌ مَا فِي الضَّمِيرِ

ابن کردی محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ میں بہت تنگی معاش میں مبتلا ہوا تو میرے والد نے مجھ سے کہا کہ مجھے اُس شخص یعنی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس لے چلو میں نے سنا ہے وہ بڑے سخی ہیں۔

میں نے پوچھا کیا آپ کا اُن سے تعارف ہے؟  
اُنھوں نے کہا، 'نہیں، میرا اُن سے کوئی تعارف نہیں، بلکہ میں نے تو اُن کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔'

الغرض ہم لوگ چلے راستے میں میرے والد نے کہا، 'کاش وہ مجھے پانچ سو درہم دینے کا حکم دے دیں تو دو سو درہم کپڑوں کے لیے، دو سو درہم آٹے کے لیے اور ایک سو درہم دوسرے

خراجات کے لیے صرف کروں گا۔

اور میں نے اپنے دل میں کہا، 'کاش مجھے تین سو درہم کا حکم دے دیں تو ایک سو درہم سے گدھا خریدوں گا، ایک سو درہم دیگر اخراجات کے لیے اور ایک سو درہم لباس کیلے رکھوں گا پھر میں جبل کی طرف (تلاش معاش کی غرض سے) چلا جاؤں گا۔

جب ہم لوگ آپ کے در دولت پر پہنچے تو اندر سے آپ کا غلام نکلا۔ اور بولا۔  
علی بن ابراہیم اور اس کا لڑکا محمد اندر آجائیں۔  
ہم اندر گئے، سلام عرض کیا۔

آپ نے میرے والد سے فرمایا: اے علی! تم اب تک ہم سے کیوں نہیں ملے؟  
میرے والد نے کہا، 'اے سید و سردار! شرم و انگیز تھی کہ اس حالت میں آپ کی خدمت میں کیسے حاضر ہو جاؤں۔'

الغرض جب ہم وہاں سے چلے تو آپ کا غلام آیا، اُس نے میرے والد کو ایک تھیلی دی اور کہا، 'اس میں پانچ سو درہم ہیں۔ دو سو کپڑوں کے لیے، دو سو آٹے کے لیے اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں۔'

اس کے بعد مجھے بھی ایک تھیلی دیکر بولا، 'اس میں تین سو درہم ہیں۔ ان میں سے ایک سو درہم کا گدھا خریدنا، ایک سو کپڑوں کے لیے اور ایک سو دیگر اخراجات کے لیے ہیں اور سونو، بلا و جبل نہ جانا، بلکہ سورا (عراق میں ایک مقام کا نام ہے) جانا۔'

راوی کا بیان ہے کہ وہ سورا چلا گیا، اور وہاں کی ایک عورت سے شادی کر لی اور آج اُس کی آمدنی چار ہزار دینار تک پہنچ چکی ہے، مگر اس کے باوجود وہ واقف ہے۔

محمد بن ابراہیم کردی نے اُس سے کہا کہ کیا اس سے بھی زیادہ واضح امامت کی نشانی کی تمہیں ضرورت ہے؟

اُس نے کہا، 'تم سچ کہتے ہو، مگر تو پہلے سے ایک راستے پر چلے جا رہے ہیں اسے کس طرح چھوڑ دیں۔؟'  
(الارشاد ص ۲۲۱-۲۲۲)

• البوکر فہرستی سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے سرمن رنے سے کسی کام کے لیے باہر جانے کا ارادہ کیا، اس لیے کہ وہاں دیر تک قیام کر چکا تھا۔ چنانچہ کوچ کے دن میں نکلا اور ابی قطیعہ ابن داؤد کے راستہ پر آکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دربار عام میں جانے کے لیے اصرار آتے ہوئے نظر آئے۔

میں نے اپنے دل میں کہا، 'میں آپ سے عرض کروں گا کہ مولا، میرے لیے دعا کیجیے کہ

میں سرمن رٹنے سے خیریت کے ساتھ نکل جاؤں۔  
یہ سوچ کر میں مسکرایا۔ جب آپ میرے قریب آئے تو آپ بھی مسکرائے۔ اور میں  
اُسی دن سرمن رٹنے سے نکل گیا۔

(مختار الخراج ص ۲۵)

• علی بن زید بن علی بن حسین بن زید سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک  
دن میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ابھی میں وہاں  
بیٹھا ہی تھا کہ مجھے یاد آیا کہ میرے رومال میں پچاس دینار تھے۔ وہ اب نہیں ہیں۔ مجھے اس کی بڑی فکر  
ہوئی، مگر میں نے آپ سے نہ اس کا ذکر کیا اور نہ اس کا اظہار ہونے دیا کہ مجھے اس کی فکر لاحق ہے اس  
کے باوجود آپ نے فرمایا: وہ محفوظ ہے انشاء اللہ۔ جب میں گھر واپس آیا تو میرے بجائی نے وہ  
رقم مجھے دی۔

(مختار الخراج ص ۲۵)

• کشف الغم میں بھی دلائل حیران سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغم جلد ۲ ص ۲۵)

• ابو العنیا محمد بن قاسم ہاشمی سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت  
ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا، وہاں مجھے پیاس لگتی مگر پانی  
مانگنا اپنے لیے چھوٹی بات سمجھتا۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام! ان کو پانی پلاؤ۔

کبھی دل میں آتا کہ اب یہاں سے چلوں۔

آپ فوراً آواز دیتے اے غلام ان کی سواری حاضر کرو۔

(مختار الخراج) (مناقب جلد ۴ ص ۲۳)

• احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ع کی  
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ میرے سامنے کچھ لکھیں تاکہ جب آپ کا خط پہنچے تو میں  
پہچان لیا کروں کہ یہ آپ ہی کا خط ہے۔

آپ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔

پھر فرمایا اے احمد! قلم کے موٹے اور باریک ہونے کی وجہ سے خط مختلف

ہو جاتا کرتا ہے۔ لہذا اس میں شک نہ کیا کروں

پھر آپ نے قلم دان منگوایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت آپ میں حلم

سے لکھیں گے، میں وہ قلم آپ سے مانگ لوں گا۔

جب آپ لکھ چکے تو مجھ سے باتیں کرنے لگے اور قلم کو قلمدان کے رومال سے  
صاف کر کے میری طرف بڑھا دیا اور فرمایا:

اے احمد! اے لیلو۔ اور اپنے پاس رکھ لو۔

میں نے اسے لے کر رکھ لیا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۲۳)

• محمد بن احمد انصاری سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ قوم موقوفہ اور مقررہ  
کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے  
پاس اپنا ناماندہ بنا کر بھیجا۔

کامل کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں گا کہ  
آپ یہ فرماتے ہیں کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جس کی معرفت ہماری جیسی ہوا اور جس کا قول بھی  
ہمارا جیسا ہو۔

اُس کا بیان ہے کہ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ ایک سفید اور  
نرم لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

میں نے اپنے دل میں کہا، بھلا کوئی ولی خدا اور حجت خدا البیاض لباس پہنتا ہے؟  
ہمیں تو یہ حکم دیتے ہیں کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اس طرح کا لباس پہننے  
کو منع فرماتے ہیں۔

کامل کا بیان ہے کہ میرے جی میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپ متبسم ہوئے اور  
فرمایا: اے کامل! ادھر دیکھو۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنی دونوں استینیں اٹھیں، میں نے دیکھا، آپ اُس نرم لباس  
کے نیچے سیاہ مٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔

پھر فرمایا، دیکھو! یہ اندرونی لباس تو اللہ کے لیے ہے اور اوپر والا لباس تم  
لوگوں کے لیے ہے۔ (غینۃ طوسی)

(۲۰) علم النساب

علی بن جعفر نے حلبی سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ محمد  
عسکری میں جمع ہوئے اور حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی سواری کے دن کا انتخاب  
کرنے لگے۔ تو آپ کی خدمت پر آئی جن میں لکھا تھا کہ:

”خبردار! تم میں سے نہ کوئی ہو کہ سلام کرے، اور نہ ہماری طرف کوئی اشارہ کرے، اس میں تمہاری



جانوں کا خطرہ ہے۔

میرے پہلو میں ایک نوجوان کھڑا تھا، میں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں کے باشندہ ہو؟  
اُس نے کہا: مدینہ کا رہنے والا ہوں۔

میں پوچھا: یہاں کس کام سے آنا ہوا؟

اُس نے کہا کہ: ہمارے یہاں (مدینہ میں) لوگوں کو حضرت ابومحمد محمد بن عکرمی علیہ السلام کی امامت کے متعلق اختلاف ہے۔ میں اُس لیے آیا ہوں کہ جو چل کر دیکھوں اور اُن کے باتیں سنوں یا اُن میں کوئی علامت امامت دیکھوں، تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ اور میں حضرت ابوذر غفاری کی اولاد میں سے ہوں۔

ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپؐ اپنے ایک خادم کے ساتھ در دولت سے برآمد ہوئے۔ جب آپؐ قریب پہنچے تو ایک نظر اُس نوجوان پر ڈالی اور فرمایا: کیا تم غفاری ہو؟  
اُس نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں حمدیہ کیسی ہے؟

اُس نے عرض کیا: ٹھیک ہے، صحیح و تندرست ہے۔

آپؐ یہ پوچھ کر آگے بڑھ گئے تو میں نے اُس نوجوان سے پوچھا: کیا تم نے اس سے پیہ ان کو کبھی دیکھا تھا؟

اُس نے کہا: نہیں۔

میں نے کہا: پھر یہ تمہارے اطمینان کے لیے کافی ہے۔

اُس نے کہا: جی ہاں، آپؐ صحیح کہتے ہیں، اب مزید معلومات کی ضرورت نہیں۔

(مختار الخوارزمی)

## (۲۱) = علم مافی الضمیر

یعنی بن مرزبان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ

میں ایک مرتبہ اہل بیت کے ایک شخص سے ملا جس کا نام ابو الخیر تھا۔

اُس نے بیان کیا کہ میرا چچا زاد بھائی امامت، اور خصوصاً حضرت ابومحمد محمد بن عکرمی علیہ السلام کی امامت کے متعلق مجھ سے بحث کرتا تھا۔ میں اُس سے کہا کرتا، جب میں خود اُن سے امامت کے آثار و علامات نہ دیکھ لوں، کچھ نہ کہوں گا۔

چنانچہ میں کسی ضرورت کے لیے عتدہ عسکریں وارد ہوا۔ دیکھا کہ حضرت ابومحمد محمد بن عکرمی علیہ السلام تشریف لارہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اگر یہ اپنا ہاتھ اپنے سر کی

طرف بڑھائیں، اسے کھول دیں پھر میری طرف دیکھ کر نظر موڑ لیں، تو میں ان کی امامت کا قائل ہوں گا۔

جب آپؐ میرے قریب پہنچے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنے سر کی طرف بڑھایا، سر کھولا پھر ایک نظر میری دیکھا اور نگاہ موڑ لی۔

آپؐ نے مجھ سے فرمایا: بھئی! تمہارا وہ چچا زاد بھائی کیسا ہے جس سے تمہاری امامت کے متعلق بحث ہوتی ہے؟

میں نے عرض کیا: اے صبح و تندرست چچوڑا یا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: تم اس سے بحث نہ کیا کرو۔

اس کے بعد آپؐ چلے گئے۔ (مختار الخوارزمی - کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۱)

## (۲۲) = علم مستقبل

عمر بن ابی مسلم کا بیان ہے کہ سید مسیحی نامی شخص مجھے بہت ستاتا تھا اور اس کی طرف سے ایسی ایسی باتیں مجھ تک پہنچتی تھیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوتا تھا۔ اُس کا گھر میرے گھر سے بالکل ملا ہوا تھا۔ میں نے حضرت ابومحمد محمد بن عکرمی علیہ السلام کو خط لکھا کہ دعا فرمائیں مجھے اس شخص سے چھٹکارا ملے۔

آپؐ نے جواب میں تحریر فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو کہ اس سے بہت جلد چھٹکارا ملے گا اور تم اُس کے گھر کے عجب مالک بن جاؤ گے۔

پس ایک ماہ کے بعد وہ مر گیا۔ میں نے اُس کا گھر خرید کر اپنے گھر میں ملا لیا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۵)

## (۲۳) = معتز کی معزولی کی خبر

احمد بن حنین بن عمر بن یزید کا بیان ہے کہ مجھ سے ابوہریرہ بن سبائہ نے بتایا کہ کوفہ جاتے وقت جب معتز نے آپؐ کو سعید حاجب کے حوالے کرنے کا حکم دیا اور قصر پیر کا واقعہ پیش آیا تو ابوہریرہ نے آپؐ کو خط لکھا کہ: میں آپؐ پر قربان، مجھے ایسی اطلاع ملی ہے جس کو سن کر مجھے بے حد قلق ہے۔

آپؐ نے اُس کو جواب میں تحریر فرمایا۔

ابوہریرہ نے گھبراؤ نہیں، تین دن بعد تم لوگوں کو

اور تیسرے ہی دن معتز خلافت سے معزول کر دیا گیا۔ (غنیۃ شیخ ص ۳۲)

## ۲۳ = مستعین تین دن میں گرفتار عذاب ہو گا

راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میں ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس گیا۔ اُن کے سامنے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک رقعہ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں نے اس ظالم و کشر (یعنی مستعین) کے لیے اللہ سے بددعا کی ہے یہ تین دن بعد عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ چنانچہ تیسرے ہی دن خلافت سے معزول ہو گیا اور انجام جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اُسے واسطیجا کر قتل کر دیا گیا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۲)

## ۲۵ = مہدی کی مدت عمر ختم ہو چکی ہے

صیری نے ہی یہ بھی روایت ابو ہاشم سے کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں مہدی کی قید میں حضرت ابو محمد علیہ السلام کے ساتھ تھا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہاشم! یہ ظالم و کشر آج شب اللہ تعالیٰ سے مذاق کرنا چاہتا تھا، اس لیے اللہ نے اس کی مدت عمر ختم کر دی ہے۔ میرے کوئی اولاد نہیں، مگر اللہ اپنے لطف و کرم سے ایک لڑکا عنایت فرمائے گا۔

غرض جب صبح ہوئی تو ترکوں نے مہدی پر حملہ کر دیا اور عامۃ المسلمین چونکہ جانتے تھے کہ مہدی اعترالی اور قدر کا معتقد ہے، اس لیے سب لوگوں نے ترکوں کا ساتھ دیا۔ اور مہدی کو قتل کر کے اس کی جگہ مومنانہ کو مسند خلافت پر بٹھایا، اور اس کی بیعت کی۔ مہدی نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا تھا، مگر اللہ نے خود اس کو مبتلائے بلا و مصیبت کر دیا اور بلاخر قتل ہوا اور اصال جہنم ہو گیا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۳)

## ۲۶ = مہدی کے قتل کی پیشگوئی

احمد بن محمد سے روایت ہے جس وقت مہدی ترکی موایلوں کے قتل میں ماخوذ ہوا تو میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

کو خط لکھا کہ مولا! خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس کو خود اپنی فکر میں پھنسا دیا، ورنہ سنا ہے کہ وہ کتنا تھا کہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو ملک بدر کر کے رہوں گا۔ تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کا جواب تحریر فرمایا کہ یہی بات اس کی عمر کے گھٹنے کا سبب بن گئی۔ آج سے پانچ دن اور شمار کر لو چھ دن وہ بڑی بے عزتی اور توہین کے بعد قتل کر دیا جائے گا۔ اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

## ۲۷ = معتز تین دن میں قتل ہو جائے گا

محمد بن عبد اللہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جب سعید (حاکم سامرہ) نے حکم دیا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کو گرفتار کر کے کوفہ بجا یا جائے۔ ابو شیم نے آپ کو خط لکھا، مولا! میں آپ پر قربان ہوں، مجھے ایک خبر ملی ہے جس سے مجھے بڑا دکھ ہوا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، تین دن بعد تم کو ایک خوشخبری ملے گی۔ اور تیسرے ہی دن معتز قتل کر دیا گیا۔

## ۲۸ = تین دن بعد خوشخبری ملے گی

علی بن محمد بن زیاد صیری کی کتاب الوصایا میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق مستعین کی جو نیت تھی وہ ظاہر ہے۔ اس نے اپنے حاجب سعید کو حکم دیا کہ آپ کو کوفہ بجاؤ اور راستہ میں ان پر کوئی حادثہ وارد کر دو۔

یہ خبر شیعوں میں پھیل گئی۔ جس سے انہیں بڑی فکر ہوئی۔ اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ ابھی حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام کی وفات کو پانچ سال بھی نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ محمد بن عبد اللہ اور شیم بن سبابہ نے آپ کو خط لکھا کہ ہم لوگ آپ پر قربان ہم لوگوں کو ایک ایسی خبر ملی ہے کہ جس کا ہمیں بڑا دکھ اور رنج ہے۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، تین دن بعد تمہیں خوشخبری ملے گی اور آپ کے ارشاد کے مطابق مستعین تیسرے ہی دن خلافت سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ معتز تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ (مجمع الدعوات ص ۳۳)

راوی کا بیان ہے کہ آپ کا ایک چھوٹا سا غلام

گم ہو گیا۔ بہت ڈھونڈا گیا، نہیں ملا۔ آپ کو خبر دی گئی۔  
آپ نے فرمایا، اس کو جانوروں کے کٹھرے میں دیکھو۔  
وہاں دیکھا گیا تو وہ مردہ پڑا ہوا تھا۔

محمد بن صالح جنتی سے روایت

ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر خزانہ کے متعلق دریافت کیا کہ اس کا میں بھی شائق ہوں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اے نہار منہ نہ کھاؤ اس سے فاج کا خطر اس کے علاوہ میرا ارادہ تھا کہ میں صاحب زنج جس نے بصرہ سے خروج کیا تھا، اس کے متعلق معلوم کروں مگر محمول کیا لیکن آپ نے از خود تحریر فرمادیا کہ صاحب زنج اہلبیت میں سے نہیں ہے، (کشف الغم جلد ۲ ص ۲۹۸)

جعفر بن محمد قلاشی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ میں نے محمد

عبد الجبار خادم کی معرفت حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا جس میں بہت سے مسائل درج کیے اور یہ بھی تحریر کیا کہ میرا بھائی آرمینہ گیا ہوا ہے۔ دعا فرمائیں، صحت و سلامت واپس آجائے۔ آپ نے میرے خط کا جواب تحریر فرمایا جس میں میرے سارے مسائل کے جوابات دیے مگر اس میں میرے بھائی کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد آرمینہ سے خبر آئی کہ تیرا بھائی فوت ہو گیا۔

اور وہ اسی دن فوت ہوا تھا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط لکھا۔ اب ہم سمجھ گئے کہ چونکہ آپ کو اس کی موت کی خبر تھی اس لیے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ (کشف الغم جلد ۲ ص ۲۹۷)

علی بن محمد نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں عبد العزیز بن دلف اور یزید بن عبد اللہ کی شکایت کی۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ عبد العزیز سے تمہیں چھٹکارا مل جائے گا اور

یزید بن عبد اللہ تو اس کا اور تمہارا فیصلہ اللہ کے سامنے ہوگا۔  
چنانچہ عبد العزیز مر گیا اور یزید بن عبد اللہ قتل ہو گیا۔

(منائب جلد ۲ ص ۲۳۳، کافی جلد ۱ ص ۵۱۲)

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے معتز کی وفات سے تقریباً بیس دن پہلے ابو القاسم اسحاق بن جعفر زہری کو خط لکھا، "مگر سے باہر نہ نکلنا ایک حادثہ ہونے والا ہے مگر جب بریجہ قتل ہو گیا تو ابو القاسم اسحاق نے آپ کو خط لکھا کہ یہ حادثہ تو رونما ہو چکا، اب میرے لیے کیا حکم ہے۔"

آپ نے اس کے جواب میں لکھا، یہ حادثہ نہیں، دوسرا حادثہ۔

چنانچہ اس کے بعد معتز کا واقعہ پیش آیا۔ (کافی جلد ۱ ص ۵۱۲)

نیز آپ نے ایک دوسرے شخص کو خط لکھا کہ اس کے قتل سے دس دن پہلے محمد بن داؤد قتل ہوگا۔ چنانچہ دسویں دن وہ قتل ہو گیا۔ (ارشاد منہ)

ابن فرات سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرے چچا زاد بھائی پر میرے دس ہزار درہم قرض تھے۔ میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ وہ دیدے۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ وہ تمہاری رقم تم کو واپس کرے گا اور جمعہ کے بعد مر جائے گا۔

راوی کا بیان ہے، میرے چچا زاد بھائی نے مجھے میری رقم واپس کر دی۔ میں نے اس سے پوچھا، تمہاری نیت تو واپس کرنے کی نہ تھی، پھر واپس کیسے کر دی؟ تم نے تو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اُس نے کہا، میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا، دیکھ تیری موت قریب ہے اپنے چچا زاد بھائی کی رقم واپس کرنے سے (فتاویٰ الخراج - کشف الغم جلد ۲ ص ۲۹۸)

سعید بن جناح کشی سے روایت ہے

اس کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن ابراہیم وراق سمرقندی کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں حج کے لیے وطن سے نکلا اور ارادہ کیا کہ اپنے ایک دوست سے بھی ملتا ہوا جاؤں جو ہمارے اصحاب میں

دیگر • محمد بن حسن بن ذریعہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی بہن راتے میں اکثر غاشیہ برداری کیا کرتا تھا ایک دن وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو گھر موجود پایا اور آپ کی سواری خلیفہ کے گھر جانے کے لیے تیار تھی اور آپ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اور آپ کے پہلو میں عامہ میں سے ایک ایسا شخص تھا کہ جب آپ کہیں جانے کے لیے سوار ہوتے تو دعائیں دیتا اور ایسی ایسی باتیں کرتا جن سے آپ کو نفرت ہوتی اور آپ ان کو ناپسند کرتے۔

اس دن تو وہ شخص پیچھے ہی پڑا رہا یہاں تک کہ آپ ایسی جگہ پہنچے جہاں سے راستہ دو طرف جاتا۔ ایک راستہ سواروں کی کثرت کی وجہ سے اس شخص کو تنگ نظر آیا تو وہ دوسرے راستے پر چل دیا تاکہ اس طرح آگے بڑھ کر پھر آپ سے جا ملے۔

جب وہ اس راستے پر چلا گیا تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: جاؤ اس شخص کو پہناؤ۔

خادم اس شخص کے پیچھے چلا۔ اور ادھر آپ بازار تک پہنچ گئے اور اُدھر وہ شخص کے دروازے سے نکلا تاکہ آپ سے آکر مل جائے کہ ایک جگہ ایک چمڑ بندھا ہوا تھا، اس نے اس ایسی لالت ماری کہ وہ میں مر گیا۔ خادم وہیں ٹھہر گیا اور آپ کے حکم کے بموجب اس کو کھن دیا اور لوگ آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۱۷)

دیگر • علی بن یزید المعروف بہ ابن ریش سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میر الرضا کا بیار ہوا میں نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دعا کی درخواست کی اُدھر سے جواب آیا ”او ما علم ان رکل اجل کتب“ کیا نہیں کہ ہر ایک کے لیے ایک مدت تحریر ہے۔

چنانچہ میر الرضا کا مر گیا۔ (مناقب الرضا، کشف الغمہ اردو بی جلد ۴ ص ۳۱۷)

دیگر • ابوسلیمان محمودی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک عریضہ میں تحریر کیا، مولا! دعا فرمائی کہ اللہ مجھے رزق کا فرما دے۔ (تا کہ نسل آگے بڑھے)

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ تمہیں رزق کا عطا فرمائے گا، مگر تمہیں اس کے لیے صبر بھی کرنا ہو گا۔

چنانچہ میرے یہاں رزق کا پیدا ہوا اور مر گیا۔

کشف الغمہ اردو بی جلد ۴ ص ۳۱۷

دیگر • اصحیح بن افرح کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا، اس میں تحریر کیا کہ آپ میری آنکھ کے درد کے لیے دعا فرمائیں۔ اس لیے کہ میری ایک آنکھ تو بیکار ہو چکی تھی، اب دوسری میں بھی تکلیف شروع ہو گئی۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، اللہ نے تیری آنکھ روک دی۔ چنانچہ وہ صحیح ہو گئی۔ اللہ نے اسے خراب ہونے سے بچالیا۔

خط کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تجھے اجر جزیل اور صبر جمیل کرامت فرمائے مجھے بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ میرے اہل خاندان میں سے کون مر گیا، جس کی تعزیت آپ ادا فرما رہے ہیں۔ مگر کچھ دنوں بعد مجھے میرے لڑکے طیب کی موت کی خبر ملی میں سمجھ گیا کہ آپ نے اسی کی تعزیت ادا کی تھی۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۲۲)

### ③۲ = مستقبل کا علم

شاہوید بن محمد بن کا بیان ہے کہ میر ابھائی صالح قید میں تھا میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں مختلف مسائل دریافت کیے۔

آپ نے ان سب کے جواب دیے اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جس دن میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے گا اُس دن تمہارا بھائی قید سے رہائی پائے گا۔ تم مجھ سے اس کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے مگر بھول گئے تھے۔ اس لیے لکھ رہا ہوں۔

ابھی میں آپ کا یہ خط پڑھ ہی رہا تھا کہ بہت سے لوگ آپہنچے اور مجھے میرے بھائی کی رہائی کی خوشخبری دینے لگے۔ میں بھی پیوٹ کر اپنے بھائی سے ملا اور اس کو آپ کا یہ خط پڑھ کر سنایا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۳۲۸)

### ③۳ = مشکوٰۃ سے مراد قلب حضرت محمد ہے

محمد بن درباب رقاشی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ قرآن مجید کی آیت مَثَلُ نُورٍ کَمِثْلُ مَشْكُوٰۃٍ میں مشکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

پھر یہ بھی تحریر کیا کہ میری زوجہ کے لیے دعا فرمائیں وہ حاملہ ہے۔ نیز دعا فرمائیں کہ



فرزند پیدا ہوئے، آپ اس مولود کا نام بھی تجویز فرمادیں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مشنکوة سے مراد قلب مجسم ہے۔  
مگر آپ نے میری زوجہ کے متعلق کچھ نہ لکھا، بلکہ آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ خدا  
تجھے صبر دے۔ اور تجھے خلف (فرزند سعادت مند) عطا فرمائے۔  
پس، زوجہ کے مردہ لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد جب حاملہ ہوئی تو لڑکا پیدا ہوا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۱۱)

### ۳۳ = کینز کی موت کا علم

علی بن زید بن علی بن حسین بن زید بن علی  
روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام  
دارالعامہ سے اپنے گھر تشریف لیجانے لگے تو میں آپ کے ساتھ ہولیا، اور آپ کو آپ کے گھر  
تک پہنچا کر واپس ہونے لگا:

آپ نے فرمایا، ذرا ٹھہرو!  
آپ اندر داخل ہوئے، مجھے بھی گھر کے اندر بلالیا اور دو سو دینار عطا کیے۔  
پھر فرمایا: تمہاری کینز تو مر گئی، اب دوسری کینز کے لیے قیمت لیتے جاؤ۔  
حالانکہ جب میں اپنے گھر سے چلا تھا تو وہ بالکل صحیح و سلامت تھی۔ غرض جب میں اپنے  
گھر پہنچا تو میرے غلام نے اطلاع دی کہ آپ کی فلاں کینز امی امی مر گئی۔  
میں نے پوچھا، کیا بات ہوئی، کیسے مر گئی؟  
اُس نے کہا، وہ پانی پینے لگی، پانی گلے میں اٹکا اور اُس کا دم نکل گیا۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۳۱، مختار الخراج ص ۱۱۱)

### ۳۵ = عروہ بن یحییٰ کیلے بددعا

علی بن سلیمان بن رشید عطا  
بعد ازیں سے روایت ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے عروہ بن یحییٰ پر  
لعنت کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خزانہ  
(توشہ خانہ) تھا، وہ عروہ بن یحییٰ کے سپرد کیا گیا۔ اس نے اس خزانے میں سے بہت سی چیزیں اپنے  
لیے نکال لیں اور بقیہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو گزند پہنچانے کا  
لیے آگ لگا دی۔ آپ نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بددعا بھی فرمائی، اور اس بددعا کو

ایک دن اور ایک رات بھی نہیں گذرے تھے کہ اللہ نے اس کو واصل بخشیم کیا۔  
آپ فرماتے ہیں کہ میں اسی رات اللہ سے بددعا کے لیے اس اس طرح بیٹھا  
اور ابھی سپیدہ سموری بھی نمودار نہیں ہوا تھا اور نہ ابھی میرے خزانے میں لگی ہوئی آگ بجھی تھی  
کہ اللہ نے عروہ بن یحییٰ کو قتل کر دیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ (رجال کشی ص ۴۸)

### ۳۶ = زبیری کیلے بددعا

دلائل حمیری میں محمد بن علی حمیری سے  
روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابو احمد عبید اللہ بن عبد اللہ کے پاس پہنچا  
اس کے سامنے حضرت ابو محمد علیہ السلام کا ایک خط لکھا ہوا تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ میں  
نے اس مکرش یعنی زبیری کے لیے اللہ سے بددعا کر دی ہے۔ وہ تین دن بعد مبتلائے عذاب  
ہو جائے گا۔

چنانچہ تین دن بعد اس کے ساتھ جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۹۵)

### ۳۷ = ابن ہلال سے اظہارِ برأت کا اعلان

محمد بن یعقوب کا بیان ہے  
کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک طویل خط عمری کے نام موصول ہوا  
جس میں یہ بھی تحریر تھا کہ میں ابن ہلال لعنہ اللہ علیہ سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں، بلکہ  
اس شخص سے بھی برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ابن ہلال سے برأت کا اظہار کرتے کرے۔ لہذا اسحاق  
اور اس کے اہل شہر کو وہ سب کچھ بتا دو جو میں نے اس شخص فاجر کے متعلق نہیں بتایا ہے بلکہ  
ہر اس شخص کو بتا دو جو تم سے اس شخص فاجر کے متعلق دریافت کرے۔

(غیۃ لطی ص ۲۲۸)

بیشک اللہ کا یہ بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے تم لوگوں پر چند فرض عائد کیے ہیں اس لیے نہیں کہ اسے اس کی کوئی ضرورت ہے، بلکہ یہ اس خدا کے وحدہ لا شریک لہ کی تم لوگوں پر مہربانی ہے کہ اللہ خبیث اور طیب کو جدا جدا کر دے، تمہاری نیتوں کا امتحان لے لے، تمہارے دلوں کو گندگیوں سے پاک کرے، تاکہ تم لوگ اللہ کی رحمت کے حصول میں ایک دوسرے پر سبقت کرو اور جنت میں تمہاری منزلیں ایک دوسرے سے اونچی ہوں۔

چنانچہ اللہ نے تم لوگوں پر حج، عمر، اقامت نماز، ادائیگی زکوٰۃ، روزہ اور ولایت کو فرض کیا۔ اور ان سب کے لیے اس نے تمہارے لیے ایک دروازے کو کافی قرار دیا تاکہ اس کے ذریعے سے فرض کے تمام دروازے کھل جائیں اور راہ خدا کی نجی تمہارے ہاتھ آجائے واقعاً اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ان کے اوصیاء نہ ہوتے تو تم لوگوں کا حال جانوروں جیسا ہوتا، اور ان فرض میں سے کوئی فریضہ صحیح طور پر نہ سمجھ سکتے، اور کسی شہر میں اس کے دروازے ہی سے تو داخل ہوا جاتا ہے!

اللہ نے اپنے نبی کے بعد اپنے اولیاء کی ولایت و امامت تم پر قائم کر دی اور اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (سورہ مائدہ آیت ۲)

ترجمہ: (آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔)

اولیاء کے حقوق تم پر فرض کیے اور ان حقوق کی ادائیگی کا تمہیں حکم دیا تاکہ تمہارے اصحاب و ارحام سے پیدا ہونے والے بچے، تمہارے اموال، تمہارے کھانے پینے کی چیزیں سب حلال ہو جائیں اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ اس سے تمہاری دولت و ثروت میں کتنی ترقی اور کتنی برکت ہوتی ہے اور وہ یہ دیکھ کہ تم میں سے حکم غیب کی کون اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قُلْ لَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی" (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ: (کہہ دو کہ میں اس کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قریبیوں کی مودت کے) یہ سمجھ لو کہ اس میں جو مجمل کرے گا وہ درحقیقت اپنے ساتھ بخل کرے گا۔ اللہ سختی ہے تم لوگ فقیروں، سولے اس کے کوئی اور اللہ نہیں ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان گفتگو بہت طویل ہو گئی جس میں تمہارے قارئین

یا چھوٹی، اس پر ادائے شکر ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ نے جو نعمت تم کو دی ہے، تمہیں ہلاکت سے بچایا ہے اور راہ حق کو تمہارے لیے آسان کر دیا ہے اس پر ہم الحمد للہ کہتے ہیں جس طرح اللہ کی حمد کرنے والے تابعدار کرتے ہیں گئے اور خدا کی قسم، آخرت کی گھائی بڑی سخت ہے، اس پر چلنا بہت مشکل ہے اس میں طویل مصائب ہیں جن کا ذکر سابقہ الہامی کتابوں میں بھی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے کے زمانے اور آج کے زمانے میں بھی تم لوگوں کے حالات ایسے نہ تھے جو قابلِ تعریف رہے ہوں اور اللہ کی پوری توفیق تمہارے شامل حال رہی ہو لے اسحاق! یقین کرو کہ جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا، اور اسے راہ نجات نہ ملے گی۔

لے ابن اسماعیل! یہاں اندھا ہونے کا مطلب آنکھوں سے اندھا نہیں، بلکہ اُن دلوں کا اندھا ہونا ہے جو سینوں کے اندر ہیں۔ چنانچہ ایسے ظالم کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب محکم میں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن کہے گا:

"رَبِّیْ یَوْحٰیٰ دٰخِلِیْ اَعْمٰی وَ قَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا" قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَ کَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنٰسٰی" (سورہ طہ آیت ۱۱)

(پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں محسوس کیا، جبکہ میں آنکھ والا تھا، اللہ کہے گا، اس لیے کہ جس طرح تیرے پاس ہماری نشانیاں آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا، پس آج کے دن اسی طرح ہم نے تجھے بھلا دیا۔)

(اب تم ہی انصاف سے کہو) جو ذات اپنے آباء اولین یعنی انبیاء اور آباء آخرین یعنی اوصیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات پر اللہ کی حجت ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے ملک کا امانت دار ہو، اللہ کی طرف سے اللہ کے بندوں کے اعمال کا شاہد و نگران ہو، اس سے بڑھ کر اللہ کی نشانی اور آیت کون سی چیز ہو سکتی ہے؟

لہذا تم لوگ کیوں سرگرداں ہو؟ جانوروں کی طرح جھڑک کر کیا اُدھر کہاں چلے جا رہے ہو؟ حق سے کیوں روگردان ہو؟ باطل پر کیوں ایمان لائے ہو؟ اللہ کی اس نعمت سے کیوں انکار کرتے یا اسے جھٹلاتے ہو؟ یہ بتاؤ، جو شخص کتاب خدا کی بعض باتوں پر ایمان رکھے اور بعض سے انکار کرے، اُس کی سزا سولے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں بھی ناکام رہے اور آخرت کے اندر طویل عرصے تک عذاب میں مبتلا رہے۔ خدا کی قسم! یہ تو سب سے بڑی ناکامیابی ہے۔

## ۴ = ایک دوستدار کو دعاء کی تعلیم

آپ کے دوستداروں میں سے کسی نے آپ سے درخواست کی کہ آپ کوئی دعاء تعلیم فرمادیں آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کرو۔

يَا اَسْمَعَ السَّمَاعِينَ يَا اَبْصَرَ الْمُبْصِرِينَ يَا عَزَّ النَّاطِرِينَ  
يَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ  
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَافُوضْ لِي فِي رِزْقِي وَمَدْلِي  
فِي عَمْرِي وَامْنِي عَلَى بَرِيَّتِكَ وَاجْعَلْنِي مِمَّنْ تَنْتَصِرُ بِهِ  
دِينَكَ وَلَا تَسْتَبْدِلْ لِي غَيْرِي •

ترجمہ: ”اے سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والے، دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ دیکھنے والے، ناظرین میں سب سے زیادہ معزز اے حساب کرنے والوں میں سب سے جلد حساب کرنے والے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے! تو اپنی رحمتیں نازل فرما محمد و آل محمد پر اور میرے لیے رزق میں وسعت عطا فرما، میری عمر میں اضافہ فرما اور تجھے اپنی رحمت کا واسطہ بن کر کم و احسان فرما، مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن سے تیرے دین میں مدد لیبائی ہے۔ میرے بدلے میرے غیر کو ان میں قرار نہ دے۔“

## ۵ = حِزْبِ اللہ میں کس کا شمار ہوگا

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے دل میں کہا: پروردگار! تو مجھے اپنے گروہ اور اپنے جتنے میں قرار دے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہاں، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اُس کے رسول کی رسالت کی تصدیق کرتے ہو، اُس کے اولیاء کی معرفت رکھتے ہو، ان کا اتباع کرتے ہو تو تمہیں بشارت ہو کہ تم اللہ کے گروہ اور اس کے جتنے میں شامل ہو۔

(کنز العمال جلد ۳ ص ۱۹۹)

محمد بن حسن بن شمیم سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں اپنے فقر و تنگدستی

سے بہت نالاں تھا۔ اس کی شکایت حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے کی مگر دل میں کہا (کیوں غم کرتا ہے) کیا حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ”ہمارے ساتھ رہ کر تنگدستی، دوسروں کے ساتھ رہ کر دولت مند سے زیادہ بہتر ہے اور ہمارے ساتھ رہ کر قتل ہو جانا، ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر زندہ رہنے سے کہیں بہتر ہے۔“

## ۶ = فقر سے گناہ معاف ہوتے ہیں

میرے خط کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا: سنو! جب ہمارے دوستداروں کے گناہ بہت ہو جاتے ہیں تو ہم اللہ انہیں فقر و تنگدستی میں مبتلا کر دیتے تاکہ اُن کے اکثر گناہ معاف کر دیے جائیں، اور جیسا کہ مختار نے دل نے خود کہہ دیا تھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ رہ کر فقر، اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ رہ کر دولت مند سے کہیں بہتر ہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے جائے پناہ ہیں جو ہم سے پناہ چاہے۔ ہم ان لوگوں کے لیے نور و روشنی ہیں جو دیکھنا چاہے ان لوگوں کے محافظ ہیں جو ہم سے حفاظت چاہے۔ جس نے ہم سے محبت کی وہ ہمارے ساتھ سنام اعلیٰ میں ہوگا، جو ہم سے مغفوت ہو اس کا راستہ جہنم کے طرف ہوگا۔

(کنز العمال جلد ۳ ص ۱۹۹) (مناقب جلد ۳ ص ۱۹۹)

رجال کشی میں بھی محمد بن حسن بن شمیم سے یہی روایت ہے

(رجال کشی ص ۳۳۰ - مناقب جلد ۳ ص ۱۹۹)

## ۷ = شرک حقیقی

سعد نے ابو ہاشم جعفری سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا:

آپ نے فرمایا: ”اُن گناہوں میں سے جو بخشے نہ جائیں گے ایک گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ کاش مجھ سے اس گناہ کے سوا کسی اور گناہ کا مواخذہ نہ ہوتا۔“

”میں نے اپنے دل میں کہا: یہ بات تو مشکل ہے۔ یعنی ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ خود سے اپنے تمام امور کا جائزہ لیتا رہے۔“

میرے دل میں یہ بات آتی ہے آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو ہاشم! تم صحیح سوچ رہے ہو اور جو کچھ سوچو گے وہ سچا ہوگا۔ کیونکہ شرک انسان کے اندر اس سے بھی زیادہ مخفی چلتا ہے جتنی کوئی چوٹی کسی سماہ پھر پرازد میری رات میں چلتی ہو۔ (فیئہ الشیخ ص ۱۲)

(کنز العمال جلد ۳ ص ۱۹۹)

کنز العمال جلد ۳ ص ۱۹۹

پاس حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اُن جناب کو خط لکھا تھا کہ آپ کے شیعوں اور موالیوں میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ آپ اپنی امانت کی کوئی واضح دلیل، کوئی معجزہ ظاہر فرمادیں۔

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی صاحبان عقل کو خطاب کرتا ہے اور سناؤ! کائنات میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر دلائل و معجزات پیش کرے، مگر اس کے باوجود لوگوں نے اُن کو بھی ساحر کاہن اور کاذب کہا۔ تاہم ان ہی میں سے اللہ نے جس کو ہدایت دی چاہی اس نے ہدایت بھی پائی۔ ہر حال میں ضرور ہے کہ دلائل و معجزات سے اکثر لوگوں کی تسکین ہو جاتی ہے مگر یہاں تو صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ہمیں حکم دیتا ہے کہ بولو۔ تب ہم لوگ بولتے ہیں جب حکم دیتا ہے خاموش رہو تو خاموش رہتے ہیں۔

اور اگر اللہ حق کو ظاہر نہ کرنا چاہتا، تو اتنے سارے انبیاء کو بشیر و نذیر بن کر نہ بھیجتا چنانچہ یہ لوگ خواہ بحالت ضعف ہوں، خواہ بحالت قوت، ہر حال میں حق پیش کرتے رہے، تاکہ امر الہی کی تکمیل اور حکم خداوندی کا نفاذ ہو جائے۔

لوگ اس دنیا میں مختلف طبقتوں کے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جو ہمیشہ نجات کے راستے پر نگاہ رکھتا ہے، حتیٰ کہ مرتکب اور اس کی جڑ سے نکلی ہوئی شاخ سے متعلق رہتا ہے، میں نہ کبھی شک کرتا ہے اور نہ ریب، بس اسی کو اپنا ملجاء و ماویٰ سمجھتا ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے حق کو کبھی اس کے اہل سے نہیں لیا۔ ان کی مثال یہ ہے جیسے کوئی دریا میں اس کشتی پر سوار ہو جس کا کوئی ناخدا (کشتی چلانے والا) نہ ہو۔ دریا سحر ہو تو وہ بھی متحرک ہو جاتا ہے اور دریا ساکن ہو جائے تو وہ بھی ساکن۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جس پر شیطان کا تسلط ہے۔ ان کا کام اہل حق کی لڑائی مخالفت کرنا ہے، اپنے دلی بعض وحد کی بناء پر باطل کے ذریعے سے لوگوں کو حق سے ہٹانا ہے، مگر چھوڑو! یہ نہ دیکھو کہ کون دائیں جانب گیا اور کون بائیں جانب، اس لیے کہ جب چرواہا اپنی منتشر بھڑوں کو مجتمع کرنا چاہتا ہے تو بہت آسانی سے یکجا کر لیتا ہے۔

تم نے اپنے خط میں ہمارے شیعوں اور موالیوں کے اندر اختلاف کا تذکرہ کیا ہے تو جب وصیت اور اولاد کا ہر ہونا ہی معیارِ امامت ٹھہرا، تو پھر اب ریب و شک کی کیا گنجائش ہے جو فیصلہ کرنے والا فیصلہ کرنے بیٹھے گا، وہ خود بہترین فیصلہ کرے گا۔ جو تم سے ہدایت طالب ہو اس کی بہترین ہدایت کرو۔ اشاعت اور طلبِ ریاست سے دور رہو یہ دونوں چسپاں

باعثِ ہلاکت ہیں۔

تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ تم فارس جانا چاہتے ہو، جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا مصر جاؤ گے انشاء اللہ امن و سکون پاؤ گے۔ میرے موالی اور شیعوں میں سے جس پر تمہیں وثوق ہو اس کو میرا سلام پہنچا دینا، اُنہیں خود خدا اور اوائے امانت کا حکم دینا اور انہیں بتا دینا کہ ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرنا درحقیقت ہم سے جنگ کے مترادف ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کے خط میں یہ پڑھا کہ قد دخل مصر انشاء اللہ 'امنا' تو میں سمجھ نہ سکا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

الغرض میں بغداد گیا، ارادہ تھا کہ وہاں سے فارس چلا جاؤں گا مگر اس کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی، اور مجھے مصر جانا پڑا۔

(کشف الغر جلد ۳ ص ۲۹۳)

• مختار الخراج میں بھی ابوالقاسم ہروی کی یہی روایت مرقوم ہے۔

(مختار الخراج ص ۲۹۱)

## ۱۲۔ حدیث من کنت مولاً کا مطلب

حسین بن طریف سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول یعنی حدیث ”من کنت مولاً فعلی مولاً“ کا کیا مطلب ہے۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جب ملائوں میں فرقہ بندی اور گروہ بندی ہو تو حضرت علی علیہ السلام الہی گروہ کی علامت قرار پائیں۔

(کشف الغر جلد ۳ ص ۲۹۳)

## ۱۳۔ قرآنی آیت میں ولیجۃ سے مراد

سفیان بن محمد ضعیفی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے خط لکھ کر یہ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ”وَلَا تُخْذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِجْئَہ“ (سورہ توبہ آیت ۱۵)

میں ولیجۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز میں نے اپنے دل میں کہا، کاش یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہاں مؤمنین سے کون لوگ مراد ہیں۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ولیجۃ ولی امر کا نائب ہوتا ہے۔



## ① = تاریخ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد الحسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آل محمد کا دور رس شروع ہوا۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعلیف میں اور محمد بن ہارون تعلکبری و حسین بن محمد بن خلیب نے نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مولد التتبیح والادعیاء میں شیخ نے تہذیب میں، حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جھضی نے کتاب الموالیہ میں اسی طرح خشاب نے اپنی کتاب الموالیہ میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب الموالیہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

دیگر • کتاب الدروس میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز یکشنبہ سمن رائے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ۳۲۰ میں ہوئی۔  
(کتاب الدروس)

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ربیع الاول سنہ ۳۲۰ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ آپ سمن رائے کے اہل اپنے گھر میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔  
(کافی جلد ۱ ص ۵۳)  
دیگر • روضۃ الواعظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہد ۱۱ چھ سال رہا۔ یکم ماہ ربیع الاول کو بیمار ہوئے اور بروز جمعہ انتقال فرمایا۔  
(روضۃ الواعظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپ نے یکم ربیع الاول میں وفات پائی اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ۸ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی (مقدمہ نے زیر بحث کیا)

لے اسحاق! اللہ تم پر اور تمہارے بچوں پر رحم فرمائے میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امر امامت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو سخت سے سخت سمجھ بھی نہ تو یقین ہے کہ خوف خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعت الہی کی طرف راجع و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اس خدا کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت تنقیوں کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدا کے رب العالمین کے لیے ہے۔

لے اسحاق! تم ہمارے پیغام رساں ہو، تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہنچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بذریعہ خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمہارے لیے اور تمہارے سارے اہل شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہل شہر کو بھی پڑھ کر سنائے تاکہ وہ باہر سے بھی اپنی اور اللہ کی اطاعت سے متشک ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو، نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا، اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب کے لیے لے کے شامل حال کرے۔

تمہارے اہل شہر میں سے ہمارا جو دوست ملتا ہمارے اس خط کو پڑھے یا تمہارے حاضر کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، ان پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کر دیں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہنچائے، یا رازی جن کا نام بتائیں اس تک پہنچائیں اس لیے کہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

لے اسحاق! تم میرا خط ملالی کو بھی پڑھ کر سنادو، وہ بھی ایک مرد فقیہ پرہیزگار اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سنادو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک محمود ہے اور جب تمہارا ارادہ بغداد جانے کا ہو تو ہمارے موقر وکیل دہقان جو ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سنادینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جن کو بھی پڑھ کر سنانا ممکن ہو سنادینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اس کو اس کی نقل بھی دینا، یا جو اس کا شاہدہ کرنا چاہتا ہو اسے بھی دکھادینا، ان سے تم

## ① = تاریخ وفات

مصباح میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات یکم ربیع الاول کو ہوئی اور اسی روز سے حضرت امام قائم آل محمد کا دورا شروع ہوا۔  
(کافی جلد ۵۰۳)

دیگر • محمد بن جریر طبری نے کتاب التعلیف میں اور محمد بن ہارون تلکبری و حسین بن حمدان خلیب نے نیز شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب موکد النبی والادعیاء میں شیخ نے تہذیب میں حسین بن خزیمہ و نصر بن علی جھضمی نے کتاب المواید میں اسی طرح خطاب نے اپنی کتاب مواید میں اور ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب المواید میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری کی وفات ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

(اقبال الاعمال)

دیگر • کتاب الدروس میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بروز جمعہ ۱۲۶ سمرن رائے میں وفات پائی اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ آپ کی وفات ۸ ربیع الاول بروز جمعہ ۱۲۶ میں ہوئی۔  
(کتاب الدروس)

دیگر • کتاب کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ۸ ربیع الاول ۱۲۶ میں ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ آپ سمرن رائے کے اقلید پائے گھر میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔  
(کافی جلد ۵۰۳)

دیگر • روختہ الواغظین میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ نیز یہ ہے کہ آپ کا عہد ۱۲۶ چھ سال رہا۔ یکم ماہ ربیع الاول کو بیاہ ہوئے اور بروز جمعہ انتقال فرمایا۔  
(روختہ الواغظین)

دیگر • مصباح کفعمی میں مرقوم ہے کہ آپ نے یکم ربیع الاول میں وفات پائی اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ ۸ ربیع الاول بروز جمعہ وفات پائی و معتد نے زہر سے شہید کیا۔

دیگر • عیون المعجزات میں احمد بن اسحاق بن مصقل سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے احمد! اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا مجب لوگ شک و شبہ میں مبتلا ہوں گے؟

میں نے عرض کیا کہ جب بذریعہ خط حضرت (امام قائم) کی اطلاع ملی تو اس وقت ہمارے مردوں، عورتوں اور بالغ الفہم لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو حق کا قائل نہ ہو گیا ہو۔ آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے کیا تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہ رہی ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ۲۵۹ھ میں اپنی والدہ کو حج کے لیے بھیجا اور انہیں بتا دیا کہ ۱۲۶ھ میں کیا ہونے والا ہے۔ پھر آپ نے اہم و عظم و بزرگوں کے تبرکات اور سلاح وغیرہ سب حضرت امام قائم علیہ السلام کے سپرد فرمائے، اور آپ کی والدہ ماجدہ عمر روانہ ہو گئیں۔ آپ نے ماہ ربیع الآخر ۱۲۶ھ میں وفات پائی اور سمرن رائے میں اپنے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ وقت وفات آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ (عیون المعجزات)

## ② = اپنی والدہ گرامی کو اپنی میت کی اطلاع

محمد بن ابی زعفران نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن میرے فرزند ابو محمد نے مجھے بتایا کہ ۱۲۶ھ میں مجھ پر ایک مصیبت آئے گی جس سے کہ وہ میرا خاتمہ نہ کرے۔ اگر اس سے نکال گیا تو پھر ۱۲۶ھ میں تو یقینی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

آپ نے فرمایا، گریہ و زاری نہ کریں، یہ امر الہی و قویہ پذیر ہو کر رہے گا۔ جب ماہ صفر کے بعد بھی امام علیہ السلام نہ آئے تو وہ بھی مضطرب ہو گئیں۔ نہ کھڑے چہین تھانہ بیٹھے سکون۔ جیل کی آبادیوں میں جاتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ میرے فرزند کے متعلق کوئی اطلاع تو نہیں آئی۔ ان کا یہ سلسلہ امام علیہ السلام کی وفات کی اطلاع ملنے تک جاری رہا۔

## ③ = جوعفر بن علی نقی اور عہد امامت کی بے سودی

حضرت امام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام ماہ ربیع الاول ۱۲۶ھ میں وفات پائی۔

میں بیمار ہوئے اور اسی سن میں اسی چھپنے کی آٹھ تاریخ بروز جمعہ وفات پائی۔ وقت وفات آپ کی عمر اٹھائیس سال کی تھی اور مہتر سن رائے کے اندر اسی گھر میں دفن کیے گئے جس میں آپ کے پیر بزرگوار مدفون ہیں۔

آپ نے اپنے بعد اپنے فرزند امام قائم المنظر کو حکومت حق کے قیام کے لیے چھوڑا۔ امام قائم المنظر کی ولادت اور ان کے معاملات کو پوشیدہ رکھا گیا اس لیے کہ زمانہ بہت سخت آگیا تھا۔ بادشاہ وقت کو آپ کی بڑی شدت سے تلاش تھی۔ وہ آپ کے معاملے کو معلوم کرنے کی شدید جدوجہد کر رہا تھا۔ کیونکہ مذہب شیعہ میں آپ کے متعلق بہت سی روایات مشہور تھیں اور وہ لوگ آپ کے انتظار میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس لیے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور آپ کی وفات کے بعد یہ امر عوام سے پوشیدہ ہی رہا۔

پھر جعفر بن امام علی انتقی اپنے بھائی حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے تمام تر کے پر قابض ہو گیا۔ ان کی ساری کینزوں کو محبوس کرنے کی اور ان کے حاکمات پر بندش لگانے کی سعی کی اور ان کے اصحاب پر جو ان کے فرزند (امام عصر) کے انتظار میں تھے اور ان کے وجود اور ان کی امامت کا قطعی یقین رکھتے تھے، طعن و تشنیع کی، ان کے خلاف قوم کو بھڑکایا، انہیں ڈرایا، دھمکایا اور اس کی پاداش میں انہیں قید و بند، تہدید و تحقیر، استغاثات و تذلیل، غرض ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے پڑے، مگر وہ لوگ اپنے اس اعتقاد سے باز نہ آئے اور بادشاہ وقت ان کو اس سے روکنے میں قطعی ناکام رہا۔

جعفر بن امام علی انتقی نے اپنے بھائی کے ظاہری تر کے پر قبضہ کرنے کے بعد بڑی کوشش کی کہ ان کی جگہ اب امام جعفر تسلیم کر لیا جائے، مگر اس کی امامت کسی نے قبول نہ کی جب اس کی امامت کا کوئی معتقد نہ ہو سکا تو مجبوراً سلطان وقت کے پاس پہنچا اور اس سے درخواست کی کہ میرے بھائی کے بعد آپ مجھے ان کا عہدہ امامت سپرد کر دیں۔

اس کام کے لیے بڑی بڑی قمیص خرچ کیں، جن لوگوں کے لیے گمان ہوا کہ یہ سلطان کے مقربین میں سے ہیں انہیں بھوار کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جعفر بن امام علی انتقی کے متعلق اس قسم کی بہت سی روایات ہیں جن کی تفصیل یہ کتاب برداشت نہ کر سکے گی، اس لیے چھوڑتا ہوں۔ وہ روایات امامیہ اور عامہ میں سے ان میں جنہیں تاریخ سے محسوس ہے بہت مشہور ہیں۔

(الارشاد شیخ مفید ص ۲۲۵)

## ۴ = امام عصر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی

ابوالادیان سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کا خدمت گار تھا آپ کے خطوط شہروں میں بچایا کرتا تھا۔ چنانچہ آپ کی اس بیماری کے عالم میں جس کے اندر آپ نے انتقال فرمایا، میں حاضر خدمت ہوا۔

آپ نے کئی خطوط تحریر فرما کر میرے سپرد کیے اور فرمایا، انہیں مراثن بجاؤ تم یہاں سے پندرہ دن غائب رہو گے، مگر جب پندرہویں دن یہاں واپس آؤ گے تو سونگے کر میرے گھر سے گریہ و زاری کی آواز بلند ہے اور میں تختہ غسل پر ہوں۔

ابوالادیان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا آقا! اگر ایسا ہوا، تو پھر آپ کے بعد (امام) کون ہوگا؟

آپ نے فرمایا، وہ ہوگا جو میرے ان خطوط کا جواب تم سے طلب کرے گا۔ میں نے عرض کیا، کچھ اور وضاحت فرمائیں۔

آپ نے فرمایا، میرے بعد وہ امام ہوگا جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔ میں نے عرض کیا، کچھ مزید وضاحت فرمائیں۔

آپ نے فرمایا، میرے بعد وہ شخص امام ہوگا جو بتائے گا کہ قبیلہ میں کتنی رقم ہے؟ اس کے بعد آپ کی ہیبت و رعب کی وجہ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ قبیلہ میں کتنی رقم ہو گی؟ میں تمام خطوط لیکر مراثن پہنچا، وہاں سے ان خطوط کے جوابات لیکر پندرہویں دن سترہ راتے واپس آیا، تو وہی دیکھا جو آپ نے فرمایا تھا یعنی آپ کے گھر سے گریہ و زاری کسے آوازیں بلند تھیں۔ اور آپ کے بھائی جعفر گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور شیعہ آپ کے گروہ رسم تعزیت کے لیے جمع تھے۔

جب ہم سب گھر کے اندر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے میت کو کفن پہنایا جا چکا ہے۔ جعفر آگے بڑھے کہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ جیسے وہ انہوں نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا، ویسے ہی اندر سے ایک کسمن صاحبزادے برآمد ہوئے (جن کا رنگ گندمی اور گھٹنگہ ملے مال، کھڑکی نما کھانسی، انہوں نے اگر حضرت امام علی انتقی کا واسطہ پڑا)

منقولہ ہوئے اور فرمایا:

ہاں! ابوالہشتم، اللہ تعالیٰ نے ابو جعفر کے متعلق نیا حکم جاری فرمادیا اور آپ کے بیٹے ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام کو عہدہ امامت سپرد کرنے کا حکم دے بالکل اسی طرح جیسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کے لیے امام ہوئے، کے متعلق نیا حکم جاری کر دیا تھا، یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا تھا رادل کہہ رہا ہے، خواہ اہل باطل اس کو کتنا ہی تالا کریں۔ مگر اب میرے بعد میرا جانشین میرا فرزند ابو محمد (حسن عسکری) ہے اس پاس ہر وہ چیز ہے جس کی امت مسلمہ کو ضرورت ہے اور الحمد للہ کہ اس کے پاس امت کا جو

(غیبہ طوسی ص ۱۲)

• کتاب ارشاد میں بھی ابوالہشتم جعفری سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(الارشاد ص ۳۱)

## ④ = نص آخر :

محمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام ابو الحسن علی النقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کی وفات کے بعد میں بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں ہوا اس وقت وہاں حضرت ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام بھی تھے میں نے دیکھا آپ رو رہے ہیں جب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں نیابت عطا فرمائی ہے اس لیے تم اس کا شکر ادا کرو۔ (اعلام النوری جلد ۳۲ ص ۳۱۶-۳۱۷ الارشاد ص ۳۱۶)

## ⑧ = نص آخر :

احمد بن محمد بن رجا صاحب ترک کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن (امام علی النقی علیہ السلام) نے فرمایا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا۔ (غیبہ طوسی ص ۱۳)

## ⑨ = نص آخر :

احمد بن عیسیٰ علوی جو علی بن جعفر کی اولاد میں سے تھے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مقام صریا میں حضرت امام ابو الحسن علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا اتنے میں دیکھا کہ وہاں (آپ کے فرزند ابو جعفر اور ابو محمد بھی آگئے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا تا کہ ابو جعفر کو سلام کروں۔

حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمہارے امام نہیں ہیں، امام مجتہد انہیں سلام نہ کرنا، تمہارے امام تو (حضرت امام ابو محمد حسن عسکری) کی طرف اشارہ فرمایا) یہ ہیں۔ (ابن کو سلام کرو)۔ (غیبہ طوسی ص ۱۳)

## ⑩ = نص آخر :

شاہوید بن عبد اللہ حطاب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام سے ان کے فرزند ابو جعفر کے متعلق بہت سی باتیں سنیں کہ جن سے گمان ہونے لگا کہ آپ کے بعد یہ امام ہوں گے۔ مگر جب ابو جعفر کا انتقال ہو گیا تو مجھے بڑا قلق ہوا۔ مجھے بڑی حیران تھی اور میں بڑے پس و پیش میں تھا کہ اس کے متعلق آپ کو خط لکھ کر دریافت کروں، یا نہ کروں۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آئندہ کیا ہوگا۔

بالآخر میں نے آپ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ حکومت وقت کی طرف سے میں اپنے غلاموں کے متعلق بڑا متفکر ہوں میری یہ فکر اور پریشانی دور ہو جائے۔ آپ نے خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں نے دعا کر دی ہے، تمہارے غلام تمہیں واپس مل جائیں گے۔ اس کے بعد خط کے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ تمہارا ارادہ تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ ابو جعفر کا تو انتقال ہو گیا، اب آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا؟

اس کی تمہیں بڑی فکر ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہدایت کرنے کے بعد گمراہ نہیں ہونے دیتا، ان پر راہ نجات کو واضح کر دیتا ہے۔ سنو! میرے بعد تم لوگوں کے امام میرے فرزند ابو محمد ہوں گے۔ ان کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی اس امت مسلمہ کو ضرورت ہوگی اللہ جسے چاہتا ہے آگے بڑھا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ:

”ہم جس آیت کو بھی منسوخ کرتے یا محو کرتے ہیں، اس سے بہتر یا اسی کے مثل دوسری آیت لائیں گی جو صاحبان عقل و ہوش کے لیے کافی اور واضح ہوتی ہے۔“ (غیبہ طوسی ص ۱۳)

ابن قولویہ نے کلینی سے انہوں نے علی بن محمد سے اور انہوں نے اسحاق سے اس کے مثل روایت کی ہے۔ (کافی جلد ۳ ص ۳۱۶ الارشاد ص ۳۱۶)

(اعلام النوری ص ۲۵۱)

## ⑪ = نص آخر :

یحییٰ بن یسار قبری سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن امام علی النقی علیہ السلام نے اپنی وفات سے چار ماہ قبل اپنے فرزند حضرت



میرے دل میں یہ آیت آتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”جو کچھ تمہارے دل میں آیا وہ صحیح ہے۔“ **الْحَمْدُ لِلّٰہِ الْخَلِیْقِ وَالْاَمْرِ تَبَارَکَ اللہ دُبِّ الْعَالَمِیْنَ •**“

میں نے عرض کیا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجتِ خدا ہیں اس کی مخلوق میں۔“

(مختار الخراج ص ۲۳۹)

(۱۶) = (آیت) یَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ کُلِّ تَفْسِيرٍ (علم مافی الغمیر)

کہ ایک مرتبہ محمد بن صالح نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے آیہ ...  
 ”يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ (سورۃ الرعد آیت ۳۹)  
 ترجمہ ( اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے  
 اور اُسی کے پاس اُم الکتاب ہے۔ )

کی تفسیر لوجھی، اور کہا، اللہ اپنی کتاب سے اسی چیز کا نام تو مٹاتا ہے جو سچائی اور اسی چیز کا نام ثابت رکھتا ہے جو ابھی نہیں ہوئی ہے؟  
یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہشام بن حکم اس قول کے خلاف ہے، کہ جب تک کوئی شے پیدا نہ ہو جائے، وہ اس کا علم نہیں رکھتا۔

میرے دل میں یہ بات ابھی آئی ہی تھی کہ آپ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: السلام  
جبار و حاکم و عالم ہے، وہ چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا علم رکھتا ہے۔  
یہ سن کر میں نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجت خدا ہیں۔ (آپ کو میرے  
دل کی بات کا علم ہو گیا۔) (مختار الخراج ص ۲۳۹)

﴿۱۸﴾ = قرآن مجید مخلوق ہے (علم مافی الضمیر)

ابوہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سوچ رہا تھا کہ معلوم نہیں قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ آپ نے فرمایا: اے ابوہاشم! سنو، خدا خالق ہے اور اس کے سوا جتنی چیزیں ہیں وہ سب مخلوق ہیں۔

(منہاج جلد ۴ ص ۴۳۷)

آپ کے خطوط

⑩ = اہلِ قلم و اہلِ آبہ کے نام

۱۶ = اہل اہل آبہ و اہل آبہ کے نام  
حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام  
نے اہل قم اور اہل آبہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بہت کرم و احسان  
ہے کہ اُنہوں نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشیر و تدبیر بنا کر بھیجا اور تم لوگوں کو ان  
کے قبول کرنے کی توفیق اور ان سے ہدایت حاصل کرنے کا شرف دیا، اور تمہارے گذشتہ و گذرہ  
اسلاف رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی طویل عمریں اللہ کی اطاعت میں بسر کیں۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ  
نے عنقریب ظاہر ہونے والی کی محبت کی شجر کاری کی اور اسی راہِ صدق و صوب پر چلتے ہوئے ان میں  
بہت سے راہی عدم ہوئے اور اس مقام پر پہنچے جہاں فائز المرام لوگ پہنچتے ہیں اور وہاں  
انہیں ان کے نیک اعمال کا پھل ملا۔

انھیں اُن کے نیک اعمال کا پھل ملا۔  
اس کے بعد مسلسل ہم لوگوں کے ارادے مستحکم ہوتے گئے۔ ہمارے دلوں کو تم لوگوں  
نیک خیالات سے سکون ملا رہا۔ نیز ہمارے اور تمہارے درمیان ملی اور کٹھی ہوئی قرابتیں فوری طور  
گئیں۔ اس لیے کہ ہمارے اور تمہارے اسلاف و بزرگ اس کی وصیت اور اس کی ہدایت کے  
گئے تھے۔ چنانچہ یہ اعتقاد مسلسل پختہ اور کامل ہوتا گیا۔ اور آج جو امن نے ہمارے درمیان یہ قرب  
ہمدردی اور مواسات پیدا کی ہے یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ عالم (حضرت امام حنفی صلی اللہ علیہ وسلم)  
کا ارشاد ہے ”ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسے ایک بھائی بالکل  
میں دوسرے بھائی پیدا ہوتے ہیں۔“ (منہاج الدین، جلد ۲، صفحہ ۵۲۵)

۲۰ = علی بن حسین بن بابویہ قمی کے نام

علاء اللہ نے علی ابن الحسین بن بابویہ قمی کو یہ خط تحریر فرمایا:

علیہ السلام نے علی ابن ابی طالبؑ کی باجوہ یہی کہ یہ رشتہ سب پر کریم ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ میں اللہ رب العالمین کی حمد کرتا ہوں یہ کہ

صاحبانِ تعوی کا ہے۔ جنتِ مودین کے لیے ہے۔ جہنمِ لمحذین کے لیے ہے۔ اور سب کے خالق ہے۔

اور کسی پر سزا میں زیادتی نہ ہوگی نہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اسی اللہ کے جس نے

بہترین مخلوق محمدؐ اور اُن کی عمرت و خلیفہ

تم پر لازم ہے کہ صبر سے کام لو اور عہد فرج و کشادگی کا انتظار کرو۔ اور اب جب تک میرا فرزند ظہور نہ کرے گا، جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ وہ زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس وقت تک ہمارے شیعوں مسلسل محزون رہیں گے۔

لہذا میرے بیٹے! ابوالحسن علی! ہمارے تمام شیعوں کو صبر کی ہدایت کر دو، اس لیے کہ یہ زمین خدا کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنائے اور نیک انجام متقی اور پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ تم پر اور ہمارے تمام شیعوں پر میری طرف سے سلام اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں اور درود ہو محمد اور ان کی آل پر۔

( مناقب ص ۲۷۲-۲۷۵ )

## (۲۱) = قاسم بن علاء کے نام

علی بن محمد بن قتیبہ نے احمد بن ابراہیم مراغی سے روایت کیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط قاسم بن علاء کے پاس آیا جس میں ابن ہلالی پر لعن مرقوم تھا۔ اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ آپ نے عراق کے اندر اپنے دیکھوں کو تحسیر فرمایا کہ اس بناؤں اور مصنوعی صوفی سے بچ کر رہنا۔

اور احمد بن ہلال کا حال یہ تھا کہ وہ چونکہ چکر چکا تھا جن میں سے میں نے ج اُس نے پایادہ رکھے تھے عراقی راویان حدیث بھی اس سے ملاقات کرتے اور اس کی بیان کردہ حدیث کو لکھ لیا کرتے تھے اس کے متعلق جب مندرجہ بالا تحسیر پہنچی تو لوگوں کو تعجب ہوا۔ اور قاسم بن علاء پر زور ڈالا کہ ابن ہلال کے متعلق امام سے پھر رجوع کریں۔

انہوں نے آپ سے دریافت کیا۔

آپ نے اس کے جواب میں تحسیر فرمایا کہ اس مصنوعی صوفی، ابن ہلال کے متعلق قرآن حکم تم کو پہنچ چکا ہے، میں اس کو پہلے ہی سے جانتا ہوں، اللہ نے اُس پر رحم کرے گا اور نہ اُس کے گناہوں کو معاف کرے گا، نہ اس کو عذاب سے رهایی دے گا۔ وہ ہماری اجازت اور مرضی کے بغیر ہمارے معاملات میں دخل ہوتا، اور اپنی رائے چلاتا ہے۔ ہم نے اس پر صبر کیا، یہاں تک کہ ہماری بددعا سے اللہ نے اس کی عمر کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

اور اللہ اُس پر رحم نہ کرے، میں نے تو اس کی زندگی میں ہی اپنے دوستداروں کے ایک گروہ کو اس کے متعلق بتا دیا تھا، اور یہ کہہ دیا تھا کہ یہ بات وہ ہمارے مخلص دوستداروں کے

کو بھی بتادیں، اور ہم ابن ہلال سے (اللہ اس پر رحم نہ کرے) اللہ کی بارگاہ میں اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں جو ابن ہلال سے برأت کا اظہار نہ کرے۔

جو بات میں نے تم کو اس فاجر (ابن ہلال) کے متعلق بتائی ہے وہ تم اسحاق اور اُس کے اہل خاندان کو بھی بتا دو۔ بلکہ ہر اُس شخص کو بتا دو جو تم سے ابن ہلال کے متعلق دریافت کرے خواہ وہ اس کے اہل شہر ہوں خواہ باہر کے۔ نیز ان لوگوں کو بھی جنہیں تم مطلع کرنے کا اہل سمجھو نیز ہمارے دوستداروں کو ان لوگوں کی باتوں پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں جن کے متعلق انہیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے نزدیک مؤثق ہیں۔ ہم اپنے اسرار ان کو قیولین کرتے ہیں اور وہ اسرار ہمارے دوستداروں تک پہنچاتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اس کے متعلق پھر بتائیں گے۔

ابو حامد کا بیان ہے کہ اس کے باوجود ایک گروہ امام علیہ السلام کی تحسیر سے انکار پر اڑا رہا، اور انہوں نے خود اس کے متعلق آپ سے رجوع کیا۔

آپ نے تحسیر فرمایا: اس شخص کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس کے دل کو اللہ ہدایت کے بعد گمراہ ہونے کے لیے نہیں چھوڑتا اور اسے نعمت ہمیشہ کے لیے دیتا ہے عارضی طور پر نہیں دیتا۔ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ دبہقان (اللہ اس پر لعنت کرے) کا باوجود خدمت اور طویل صحبت، کیا انجہم ہوا۔ اس کے کثوت کی وجہ سے اللہ نے اس کے ایمان کو کفر سے بدل دیا، اس کو مزید مہلت نہ دی، فوراً مبتلائے عذاب کیا۔ (رجال کشی ص ۲۷۹)

## (۲۲) = اسحاق بن اسماعیل کے نام ایک طویل خط

نیشاپور کے بعض ثقات

نے بیان کیا ہے کہ اسحاق بن اسماعیل کے نام حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کا ایک خط آیا جس میں تحسیر تھا کہ اے اسحاق بن اسماعیل! اللہ تعالیٰ ہیں اور تمہیں دونوں کو اپنے دامن رحمت کے زیر سایہ رکھے اور اپنی قدرت سے تمہارے جمیع امور میں تمہاری مدد کرے۔ اللہ تم پر رحم فرمائے تمہارا خط کا شفعہ بجا فیہ ہوا۔ واضح ہو کہ ہم لوگ بحمد اللہ اُس کے کرم سے اہل بیت سے تعلق رکھتے ہیں، جو اپنے دوستداروں پر بہت مہربان ہیں اور جب سنتے ہیں کہ ان پر اللہ کا فضل و کرم مسلسل ہو رہا ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور جو تعین اللہ انہیں دیتا ہے، ان کو شمار کرتے رہتے ہیں۔

تم لوگ اور وہ لوگ جو تمہارے جیسے ہیں جن پر اللہ نے رحم کیا ہے تمہاری جیسی بصیرت رکھتے ہیں باطل سے کنارہ کش ہیں نافرمانی اور سرکشی میں اندھے نہیں ہو رہے ہیں، ان پر درحقیقت اللہ نے نعمت تمام کر دی ہے اس لیے کہ تمام نعمت جنت میں داخل ہوتا ہے اور ہر نعمت خواہ وہ بڑی یا

صدق وصلاح ورع، تقویٰ و نیکی میں بہت مشہور تھا جس کو لوگ بوق بوشجانی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ بوشجان ہرات کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے۔ الغرض ارادہ ہوا کہ اس ملاقات کروں تاکہ عہد محبت تازہ ہو جائے۔

میں اس کے پاس پہنچا تو وہاں فضل بن شاذان کا ذکر آیا، تو بوق نے بتایا کہ فضل بن شاذان پیٹ کے شدید مرض میں مبتلا تھا شب میں قضائے حاجت کے لیے سو ڈیڑھ مرتبہ اٹھتا تھا۔

بوق نے یہ بھی بتایا کہ ایک مرتبہ حج کے لیے گیا تو محمد بن عسکری عسکری سے بھی جا کر دیکھا کہ ساری کیفیت جسے میں دیکھ گیا تھا دور ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا اب کیا خبر ہے؟ انھوں نے بتایا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام قید سے رہا ہو گئے۔

بوق کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے سرمن رائے آیا، میرے پاس روز و شب کے اعمال کی ایک کتاب تھی، میں اسے لے کر حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میں آپ پر فدا ذرا اس کتاب پر نظر فرمائیں۔

آپ نے اس کتاب کا ایک ایک صفحہ اور ایک ایک ورق دیکھا اور فرمایا: یہ مناسب ہے کہ اس کے مطابق اعمال بجالائے جائیں۔

میں نے عرض کیا، مولانا! فضل بن شاذان شدید بیمار ہے لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ کہتا تھا کہ ابراہیم کے وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی سے بہتر تھی۔ اس نے آپ کے لیے بدعا کر دی، یہ اسی بدعا کا اثر ہے، حالانکہ میں آپ پر قربان، یہ بات اس نے ہرگز نہیں کہی۔ یہ اس پر لوگ جھوٹ اور اتہام لگاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا، ہاں، واقعاً جھوٹ و اتہام لگاتے ہیں۔ اللہ فضل پر رحم کرے۔

بوق کا بیان ہے کہ میں وہاں سے واپس ہوا تو معلوم کہ فضل ان ہی دنوں میں مر چکے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ فضل پر رحم کرے۔ (درجال کشی ص ۱۵۴)

دیگر۔ سیف بن لیث سے روایت ہے، اس کا بیان ہے کہ جب میں مصر سے چلا تو اپنے ایک بڑے کو علیل چھوڑ چلا تھا، میرا ایک اور لڑکا جو سن میں اس بیمار لڑکے سے بڑا تھا، میرا وہ اور میرے اہل و عیال و جائیداد کا نگراں تھا، صحت مند اور تندرست تھا۔ میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا، اپنے بیمار لڑکے کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، تمہارا چھوٹا لڑکا اچھا ہو گیا، مگر بڑا لڑکا مر گیا جو تمہارا

وحی اور تمہارے گھر کا نگراں تھا۔ اس پر جزع فرزع نہ کرنا، صبر و ضبط سے کام لینا اور تمہارا ثواب ضبط ہو جائے گا۔

پھر میرے گھر سے خط آیا کہ تمہارا چھوٹا لڑکا بیماری سے صحتیاب ہو گیا، مگر بڑا لڑکا اس دن مرا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط تحریر فرمایا تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۰۴)

مناقب میں بھی سیف کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (مناقب جلد ۲ ص ۱۲۳) (کافی جلد ۱ ص ۵۰۹)

دیگر۔ دلائل حمیری میں محمد بن حمزہ سروری سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہاشم داؤد بن قاسم کے ہاتھ جس سے میرا بھائی چارہ تھا، ایک خط حضرت ابو محمد امام حسن عسکری کی خدمت میں روانہ کیا، اور اس میں التجا کی کہ آپ دعا فرمائیں، اللہ مجھے پھر سے غنی کر دے میں غفلت ہو گیا ہوں۔ (تاکہ میرے حالات بہتر ہو جائیں)

آپ نے اسی کے ہاتھ میرے خط کا جواب روانہ فرمایا کہ لے! اللہ نے تجھے پھر غنی کر دیا، تیرا چچا زاد بھائی یحییٰ بن حمزہ نے وفات پائی اور ایک لاکھ درہم چھوڑ گیا۔ یہ رقم غریب تیرے پاس پہنچنے والی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کر، اب فضول خرچی چھوڑ، اعتدال سے خرچ کر اس کے بعد حران سے ایک شخص ایک لاکھ درہم کی ہینڈی لے کر آیا، اور اس سے معلوم ہوا کہ میرا چچا زاد بھائی اس روز مرا جس روز ابو ہاشم میرے مولا سے میرے خط کا جواب لے کر واپس ہوا تھا۔ بہر حال جیسا کہ مولا نے فرمایا تھا، میرا فقر دور ہوا اور میں پھر غنی ہو گیا۔ اس میں سے میں حق اللہ تم نکال دیا، کچھ اپنے بھائیوں کی مدد کی پھر ہاتھ روک لیا۔ جیسا کہ مولا کا حکم تھا، حالانکہ اس سے پہلے میں بڑا فضول خرچ تھا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۰۴)

دیگر۔ حجاج بن سفیان عسکری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں اپنے لڑکے کو لبروی علیل چھوڑ کر آیا تھا، اس لیے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا اور آپ سے طلب دعا بھی ہوا۔

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا، اگر تمہارا لڑکا مومن تھا تو اللہ اس پر رحم کرے۔ حجاج کا بیان ہے کہ اس کے بعد لبرہ سے خط آیا کہ میرا لڑکا اسی روز مرا جس دن حضرت ابو محمد علیہ السلام نے مجھے خط لکھا تھا۔ اور واقعاً میرا لڑکا شیعوں میں اختلاف کی بنا پر آپ کی امامت میں شک کرنے لگا تھا۔ (مختار الخراج ص ۲۱۵)

کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے حجاج کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (کشف الغمہ ص ۲۰۴)



چھپانا۔ ہاں جو لوگ تمہارے مخالفین میں سے ہیں ان کو دکھانے کی ضرورت نہیں، ان مزیوں کو خنازیر کے پیروں سے نہ بکھیر دینا ان میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

میں نے تمہارے اس خط میں وصولیابی بھی لکھ دی ہے اور تمہارے لیے اور جس کے لیے تم نے دعا کی درخواست کی تھی اس کے لیے دعا بھی کر دی ہے۔ ہم نے سید کو اس کے مسائل کے جوابات بھی دیے ہیں، مگر حق کو چھوڑنے کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا رہ جاتا ہے۔ تم اپنے شہر سے اس وقت تک ہرگز باہر نہ جانا جب تک کہ غری سے ملاقات نہ کرو تا کہ تم دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف ہو جائے۔ وہ ایک طاہر امین اور پاکدامن شخص ہیں جو ہمارے مقرب ہیں۔ اطراف و جوانب سے جو تفریق و غیرہ ہمارے لیے آئیں وہ بالآخر ان تک پہنچنا چاہے تا کہ وہ ہم تک پہنچا دیں اور اللہ کی بہت بہت حمد۔

اے اسحاق! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی رحمت کے دامن میں چھپائے رکھے۔ تمہارے تمام امور میں اپنی قدرت سے تمہاری مدد کرے۔ تم پر اور میرے تمام دوستداروں پر ہر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو۔ اور درود و سلام ہمارے سید و سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔  
(رجال کشی ص ۲۸۵-۲۸۱)

## ۲۳ = سادات کا احترام ضروری ہے

حسن بن محمد قتی نے اپنی کتاب "تاریخ قم" میں تحریر کیا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے قم کے بزرگوں سے سنا ہے کہ حسین بن حسن بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام قم میں رہتے تھے اور علانیہ شراب نوشی کرتے تھے۔ ایک دن وہ کسی کام کے لیے احمد بن اسحاق وزیر اوقاف قم کے دروازے پر پہنچے لیکن انھیں ملاقات کی اجازت نہیں ملی۔ محزون و مغموم اپنے گھر واپس آئے۔

اس کے بعد احمد بن اسحاق حج کے ارادے سے نکلے جب سرمن رائے پہنچے تو حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت نہ دی۔ احمد بن اسحاق دیر تک وہیں کھڑے رہے اور گڑا گڑا تے رہے۔ بالآخر آپ نے انھیں اجازت دیدی۔

جب اندواخل ہوئے تو عرض کیا، فرزند رسول! میں تو آپ کے شیعوں اور دوستداروں میں سے ہوں، آپ نے مجھے حاضر خدمت ہونے سے کیوں منع فرمادیا تھا؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ تم نے میرے ابن عم کو اپنے دروازے سے بھگایا تھا۔ یہ سن کر احمد بن اسحاق روتے لگے اور حلف کے ساتھ کہا کہ میں نے تو صرف اس لیے

داخلے کی اجازت نہیں دی تھی تا کہ وہ شراب نوشی سے توبہ کر لیں۔

آپ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو مگر تم پر لازم ہے کہ ان لوگوں کا اکرام و احترام کرو، ان کی تحقیر و توہین نہ کرو، اس لیے کہ یہ سب ہماری طرف منسوب ہیں، ورنہ تم خائب و خاسر رہو گے۔

الغرض جب احمد بن اسحاق حج سے قم واپس آئے تو اشراف قم ان سے ملنے کے لیے آئے اور ان کے ساتھ حسین بن حسن بھی تھے۔ جب احمد نے انھیں آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اٹھ کر ان کی طرف دوڑے، ان کا استقبال کیا اور بہت عزت و احترام کے ساتھ انھیں صدر مجلس میں بٹھایا حسین بن حسن کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور اس کا سبب پوچھا۔

احمد نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے درمیان جو کچھ ہوا تھا وہ بیان کر دیا۔

حسین بن حسن نے جب یہ سنا، تو اپنے افعالی قبیحہ پر بہت نادم ہوئے، اس سے توبہ کر لی، اپنے گھر واپس آئے جتنی شراہیں تھیں سب بھینک دیں۔ اس کے سارے برتن توڑ دیے اور صاحبان تقویٰ و پرہیزگاری اور صلحاء و عباد کی صفوں میں شمار ہونے لگے۔ انھوں نے مسجد اختیار کر لی، اعتکاف میں بیٹھنے لگے، یہاں تک کہ وفات پائی اور حضرت فاطمہ (موصوۃ قم) کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔  
(تاریخ قم)



## ④ - حکم تقیہ

محمد بن عبد العزیز بنی کا بیان ہے کہ میں ایک دن صبح کو اٹھا اور جا کر شارع غنم پر بیٹھ گیا، اتنے میں حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دوبارہ عام میں جانے کے لیے اپنے گھر سے کتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں باوازی بلند کر پکار کر یہ کہوں کہ لوگو! یہ حجت خدا ہیں انھیں پہچانو۔ تو کیا یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے؟ مگر جب آپ میرے قریب آئے تو آپ نے اپنے گلہ کی انگلی اپنے لبوں پر رکھی اور اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔

پھر میں نے شب کے وقت آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس وقت دو ہی صورتیں تھیں، یا اپنے اعتقاد کو چھپائے رکھنا یا قتل ہو جانا۔ لہذا اللہ سے ڈرنا اپنی جان بچاؤ۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۰۲)

• مختار الخراج میں بھی محمد بن عبد العزیز کی یہی روایت مرقوم ہے (مختار الخراج ص ۲۱۵)

## ⑧ - جائز نفع؟ (مسئلہ خرید و فروخت)

ابو ہاشم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حجاج بن سفیان عہدی کو اپنے ساتھ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری م کی خدمت میں لے گیا۔ اُس نے آپ سے خرید و فروخت کے مسائل دریافت کیے اور کہا جب میں لوگوں کے ہاتھ کوئی شے فروخت کرتا ہوں تو کبھی بھی قیمت اتنی گھٹا دیتا ہوں کہ اصل قیمت کے برابر ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں، اگر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی فروخت کیے جائے تب بھی صحیح ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا، پھر یہ تو سود خوروں کے مشابہ ہو گیا۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی ہی تھی کہ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، وہ حرام نفع ادا ہے جو تمہارے ذہن میں ہے۔ اگر نفع حد سے زیادہ ہو اور اسے گھٹا کر ایک دینار کی چیز دو دینار میں بھی دی جائے تو حرج نہیں ہے۔ (مختار الخراج ص ۱۲۹)

## ⑨ - تعویذ برائے نوبتی بخار

حسن بن علی بن علی سے روایت ہے۔ اسی کا بیان ہے کہ وہ مستند میرے دل پر

خلجان برپا کیے ہوئے تھے۔ ارادہ ہوا کہ بذریعہ خط اس کے متعلق حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام سے معلوم کروں۔ لہذا میں نے خط لکھا اور آپ سے دریافت کیا۔ یہ فرمایا کہ جب حضرت قائم آل محمدؑ ظہور فرمائیں گے تو وہ اجلاس کہاں کریں گے اور مقامات کے فیصلوں کی بنیاد کس پر رکھیں گے؟

اور یہ بھی ارادہ تھا کہ باری کے ساتھ ہر چوتھے روز کے بخار کے لیے کوئی تعویذ آپ سے مانگوں گا مگر اس بخار کے متعلق میں اپنے خط میں لکھنا بھول گیا۔ اور خط روانہ کر دیا۔

وہاں سے جواب آیا کہ تم نے حضرت قائم آل محمدؑ کے متعلق دریافت کیا ہے۔ تو وہ لوگوں کے مقامات کا فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح اپنے علم کی بنیاد کریں گے۔ طریقہ سے دلیل و گواہ نہیں طلب کریں گے۔

نیز تمہارا ارادہ یہ تھا کہ جو تعویذ مانگو۔ مگر تم لکھنا بھول گئے خیر کوئی بات نہیں جس کو جو تعویذ بخار آ رہا ہو اس کے گلے میں ایک پرچہ پر یہ آیت لکھ کر لٹکا دو۔ "یا کافر کونی تبرؤا و سلا ما علی ابراہیم"

میں نے یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر مریض کے گلے میں لٹکا دی اور وہ اچھا ہو گیا۔ (مناقب جلد ۴ ص ۲۳، مختار الخراج)

• اعلام الوری۔ ارشاد اور کافی میں حسن بن علی کی یہی روایت مرقوم ہے (اعلام الوری ص ۳۵، ارشاد ص ۲۷۳، کافی جلد ۱ ص ۵۷)

## ⑩ - تم لوگ بہت کر دین کیلئے کافی

علی بن حسین بن فضل سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ آل جعفر طیار میں سے ایک جعفری پر ایک خنق کثیر نے یلغار کر دی۔ اُس نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا۔

آپ نے جواب میں تحریر کیا انشاء اللہ تم لوگ ان کے لیے کافی ہو فکرنہ کرو۔ مخالف جمع بیس ہزار سے زیادہ تھا۔ یہ لوگ ایک ہزار سے بھی کم تھے بہت کر کے مقابلہ پر نکلے اور سب کا استیصال کر دیا۔

## ⑪ - لوگوں کے تین طبقے ہیں

قاسم ہروی سے روایت ہے۔ اسی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے

چنانچہ جعفر اپنا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گئے اور اُن صاحبزادے نے آگے کوٹ  
ہو کر نمازِ جنازہ پڑھائی، اور آپ کے پدر بزرگوار کے سپرد میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔  
تدفین سے فارغ ہونے کے بعد ان صاحبزادے نے فرمایا: اے بھری! میرے والدین  
کے خطوط کے جوابات جو تمہارے پاس ہیں مجھے دکھاؤ۔

میں نے وہ اُن کے حوالے کیے اور دل میں کہا: یہ دو باتیں تو ہو گئیں، اب صرف ہمایاں  
تھیلی کی بات رہ گئی۔

اس کے بعد میں وہاں سے نکل کر جعفر کے پاس آیا۔ وہ لمبی لمبی آہیں بھر رہے تھے۔  
حاجز و شام نے ان سے پوچھا: خوابِ عالی! یہ صاحبزادے کون تھے؟ جنہوں نے  
نمازِ جنازہ میں امامت فرمائی؟

جعفر نے جواب دیا: واللہ! نہ میں نے اُن کو کسی دیکھا تھا اور نہ انہیں پہچانتا ہوں۔  
ابھی تم لوگ بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ تم سے کچھ لوگ آئے انہوں نے حضرت ابو جعفر  
امام حسن عسکری علیہ السلام کی خبر بیتِ دریافت کی۔ انہیں بتایا گیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔  
انہوں نے پوچھا: پھر آپ کے بعد (امام) کون ہے؟  
لوگوں نے جعفر بن علی ہنفی کی طرف اشارہ کیا۔

اُن لوگوں نے انہیں سلام کیا، اور رسمِ تعزیت ادا کی اور کہا: ہمارے پاس کچھ  
اور رقم ہیں، آپ بتائیں کہ یہ کن کے خطوط ہیں اور کتنی رقم ہیں؟  
یہ سن کر وہ دامنِ سیٹھے ہوئے اُٹھے اور بولے: اب لوگ چاہتے ہیں کہ میں انہیں  
غیب کی بھی باتیں بتاؤں۔

اتنے میں ایک خادمِ اندر سے برآمد ہوا اور بولا: تم لوگوں کے پاس فلاں فلاں کے  
خطوط ہیں اور ایک تھیلی ہے جس میں ایک ہزار دینار ہیں جن میں سے دس دیناروں کے نقوش  
ہوئے ہیں۔

انہوں نے وہ خطوط اور رقم خادم کے حوالہ کی اور کہا جس نے تجھے اس کے لیے بھیجا ہے  
واقعاً وہی اہمِ عصر ہے۔

اس کے بعد جعفر بن امام علی ہنفی، معتد کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔  
معتد نے فوراً اپنے خدام روانہ کیے، انہوں نے اگر صیقل کینز کو گرفتار کیا اور اس کے  
اُن صاحبزادے کا مطالبہ کیا۔

صیقل نے انکار کیا، اور کہا کہ میرے پاس کوئی صاحبزادہ نہیں ہے ابھی تو میں حاضر ہوں۔

چنانچہ صیقل کو ابن ابی شوارب کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ اسی اشارہ میں ابن  
عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کی موت کا حادثہ پیش آ گیا۔ ادھر بصرہ سے صاحب زنج نے خروج کیا  
اس پر نشانی میں وہ لوگ صیقل کینز سے غافل ہو گئے۔ اور خدائے رب العالمین لا شرک الا انکم  
کروہ ان لوگوں کی قید سے نکل بھاگی۔ (کمال الدین ص ۱۵۲-۱۵۰)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی مضمون کی چند روایات  
حضرت امام قائمؑ سے ملاقات کرنے والوں کے باب میں بھی تحریر کی ہیں، جو  
انشاء اللہ دوسری جلدوں میں مدنیہ ناظرین کی جائیں گی۔

## ⑤ = آپ کی وفات پر حکومتِ وقت کا ردِ عمل

جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فوت ہوئے تو میرے والد کے پاس آدمی آیا کہ ابنِ رضا یعنی امام حسن عسکری (علیہ السلام) فوت ہوئے  
والد سوار ہو کر فوراً دار الخلافہ پہنچے اور وہاں سے بہت جلد واپس ہوئے، ان کے ساتھ  
امیر المومنین کے خاص اور باوثوق پانچ خدام تھے جن میں ایک تحریر بھی تھا، آتے ہی میرے والد نے  
حکم دیا کہ یہ سب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان پر رہیں اور ان کی دیکھ بھال کرنے  
رہیں۔ پھر چند اطباء کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ آکر صبح و شام انہیں دیکھتے رہیں۔

دو دن گزر جانے کے بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ آپ پر ضعف طاری ہے  
صبح ہوتے ہی میرے والد آپ کے گھر پہنچے، اطباء کو حکم دیا کہ مسلسل یہاں رہیں۔ قاضی القضاۃ  
کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے بُلا کر کہا کہ اپنے اصحاب میں سے دس اشخاص ایسے جن کو اللہ تعالیٰ کے  
دین و امانت و زہد و تقویٰ پر اُسے کامل مہروسہ ہو۔

پھر اُن دس آدمیوں کو بھی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر بھیج دیا اور انہیں  
حکم دیا کہ وہ دن رات وہیں موجود رہیں۔

چنانچہ یہ تمام لوگ مسلسل وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۶ ص ۲۷ میں ماہِ ربیع الاول کے  
چند دن گزرنے کے بعد آپ نے وفات پائی، سارے مُترمن رائے میں ایک گہرام لگا کر انہیں  
ابنِ رضا نے انتقال فرمایا۔

ادھر سلطان (حاکم) نے فوراً چند آدمی بھیجے کہ جا کر آپ کے مکان اور گھر  
کی تلاشی لو اور جو چیز بھی ہے اس کو سرِ جہر کر دو، اور اُن کے فرزند کو تلاش کرو۔ پھر  
عورتیں آئیں۔ انہوں نے اندر جا کر آپ کی کینزوں کو دیکھا کہ ان میں کوئی حاملہ نہیں تھی۔

# ① = اپنے کام سے کام رکھو

ابو ہاشم جعفری نے داؤد بن اسود سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے مولا حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلایا، ایک لمبی گول لکڑی دی جیسے دروازے کی چوکت ہو۔ پھر فرمایا، اے یجاؤ، عمری کو دے آؤ۔ میں لبیک چلا۔ ابھی راستے ہی میں تھا کہ میرے سامنے ایک سقاء اپنے خیر کے ساتھ آگیا۔ خیر چھپر چڑھا رہا تھا۔

سقے نے آواز دی کہ خیر سے بچو۔ میں نے وہی لکڑی جو میرے پاس تھی اٹھائی اور خیر کو مار دیا وہ لکڑی پھٹ گئی۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس لکڑی میں کچھ سریر تھیں۔ میں نے جلدی جلدی لکڑی کو اپنے دامن میں سمیٹا اور وہ سقاء پکار پکار کر مجھے اور میرے مالک کو گالیاں دیتا رہا۔ جب میں یہ سب سمیٹے ہوئے آپ کے گھر پہنچا تو عیسیٰ خادم مجھے دوسرے دروازے پر بلا اور بولا: آقا کہتے ہیں کہ تم نے خیر کو کیوں مارا جس سے لکڑی ٹوٹ گئی؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ اس لکڑی میں کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: تم نے ایسا کام ہی کیوں کیا جس کی تمہیں معذرت کرنی پڑی۔ دیکھو! اب ایسا نہ کرنا۔ اور یاد رکھو! جب سو کہ کوئی ہیں گالی دے رہا ہے تو تم وہاں سے اپنا دستہ ہی بدل دو، اور جہاں تمہیں بھیجا گیا ہے وہاں جاؤ۔ جو یہیں گالی دے رہا ہو، اُس سے دست و گریبان نہ ہو، اور اُسے یہ نہ بتاؤ کہ تم کون ہو، اس لیے کہ ہم ایک بڑے شہر اور بڑی آبادی میں ہیں۔ اچھا! اب جہاں جا رہے تھے جاؤ اور یہ جان لو کہ تمہاری خبریں اور تمہارے حالات سب ہمارے سامنے پیش ہو کر رہتے ہیں۔

(مناقب جلد ۴ ص ۲۲۷ - ۲۲۸)

## ② = واقفیوں سے ترک موالات کرو

احمد بن محمد بن مطہر سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ اہل جبل میں سے ہمارے بعض اصحاب نے حضرت ابو محمد علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھ کر ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو حضرت امام موسیٰ بن جعفر صادقؑ کی امامت پر اُکر توقف کرتا تھا (یعنی اُن کے بعد کے ائمہ کا قاتل نہ تھا) کہ کیا اس سے تو لا رکھا جائے یا اس سے تبرک کیا جائے؟

آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: کیا تم اپنے چچا کے لیے رحمت کی دعا کرو گے؟ اللہ تعالیٰ چچا پر رحم نہ کرے گا، اس سے تبرک کرو، میں ان (واقفیوں) سے بری ہوں ان سے میل ملاپ نہ رکھو، ان کے پیادوں کی عیادت کو نہ جاؤ، ان کے جنازوں میں شریک نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو ان کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھو۔ خواہ ان میں سے کوئی ایسا ہو جو ایسے امام سے انکار کرتا ہو جس کی امامت اللہ کی جانب سے ہے، یا اماموں کی فہرست میں کسی ایسے امام کا اضافہ کرے جو من جانب اللہ امام نہ ہو۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اللہ سے انکار کرے یا اس کو تین میں سے ایک سمجھے، دونوں برابر ہے۔

یاد رہے کہ جس نے ہمارے آخر کی امامت سے انکار کیا، اس نے گویا پہلے کی امامت سے بھی انکار کر دیا، اور جس نے ہم ائمہ کے ساتھ کسی اور کا اضافہ کیا وہ گویا ہم سب کی امامت کا منکر ہے۔

اور وہ سائل نہیں جانتا تھا کہ اُس کا چچا بھی واقفیوں میں سے تھا۔ آپ کے اس خط سے اس کو معلوم ہوا۔ (کشف الغمہ جلد ۳ ص ۱۱۱)

## ③ = انگلی کے اشارے سے ہدایت

کتاب الدلائل میں محمد بن ربیع شیبانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مقام ابواز میں مجھ سے اور ایک مرد ثنویہ سے مناظرہ ہوا۔ اس کے بعد میں سرمن رائے آیا مگر میرے دل میں اس مرد ثنویہ کی کچھ باتیں کھٹک رہی تھیں، میں احمد بن حنبل کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام دربار عام سے نکل کر ادھر سے گذرے آپ نے میری طرف دیکھا اور اپنی انگشتِ سبابہ (دھڑکی انگلی) سے اشارہ کیا کہ ”ایک، ایک، ایک“ یعنی آپ کو ایک چھوٹے سے شخص کی کھٹک رہی تھی۔

## ① = حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا ارشاد

صقر بن دلف سے روایت ہے

اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد تقی ابن حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد میرا فرزند علی النقی امام ہوگا، اس کا قول میرا قول اور اس کا نام میری اطاعت ہوگی، اور اس کے بعد اس کا فرزند حسن امام ہوگا۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۵۵)

## ② = حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی نص

کتاب کمال الدین امام علیہ السلام

اور کتاب التوحید میں مرقوم ہے کہ عبد العظیم بن عبد اللہ نے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو نص فرمایا کہ آپ نے فرمایا، میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا، اس کے بعد لوگوں کا حال عجیب ہوگا۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۵۵)

## ③ = نص آخر :

صقر بن دلف سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ

نے حضرت امام علی النقی ابن حضرت امام محمد تقی ابن امام علی الرضا علیہ السلام کو فرمایا ہوئے سنا کہ میرے بعد میرا فرزند حسن امام ہوگا اور حسن کے بعد اس کا فرزند قائم امام ہوگا جو اس کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے گا جیسے اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۵۵)

کفایۃ الاثر میں بھی علی بن ابراہیم سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (کفایۃ الاثر ص ۲۲)

## ④ = نص آخر :

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے ابو الحسن صاحب عسکری (امام علی النقی) کو فرمایا

ہوئے سنا کہ میرا جانشین میرے بعد میرا فرزند حسن ہوگا، مگر میرے اس جانشین کے بعد جب اس کے جانشین کا زمانہ آئے گا اُس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، کیوں؟

آپ نے فرمایا، اس لیے کہ تم لوگ اُس کی ذات کو نہ دیکھ سکو گے، اور نہ اُس کا نام سیکر اُس کا ذکر کرنا تم لوگوں کے لیے جائز سمجھا جائے گا

میں نے عرض کیا، پھر اُن کا ذکر ہم لوگ کیسے کریں گے؟

آپ نے فرمایا، تم لوگ کہنا "الحجۃ من آل محمد علیہم السلام"

(کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

- کتاب غیبۃ طوسی میں سحر سے اسی کے مثل روایت ہے (غیبۃ طوسی ص ۱۳۱)
- کتاب الارشاد میں محمد بن احمد علوی سے اسی کے مثل روایت ہے (الارشاد ص ۲۴)
- اعلام الوری میں بھی محمد بن احمد علوی سے اسی کے مثل روایت ہے (اعلام الوری ص ۳۵۲)

## ⑤ = نص آخر :

علی بن عبد اللہ بن مروان انباری کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کا انتقال ہوا، میں وہاں موجود تھا چنانچہ جب وہاں امام علی النقی علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے لیے کرسی رکھ دی گئی۔ آپ اُس پر تشریف فرما ہوئے حضرت ابو محمد (امام حسن عسکری) علیہ السلام آپ کے پہلو میں کھڑے تھے جب آپ ابو جعفر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو محمد سے فرمایا:

اے فرزند! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے عہدہ امامت تمہارے لیے قرار دیا۔

(بہار الدرجات ص ۴۳)

اعلام الوری میں معنی سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(اعلام الوری ص ۲۵)

## ⑥ = نص آخر :

سعد بن ابی ہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو الحسن عسکری (امام علی النقی) علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کی وفات کے وقت میں وہاں موجود تھا اور اس وقت تک ابو جعفر کی امامت کے اشارے اور دلائل سامنے تھے۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ تو بالکل ابو ابراہیم اور اسماعیل کا قصہ ہے اتنے میں میری طرف



اور نقصان کی دونوں طرح کی باتیں آگئیں، اور اگر اللہ کی طرف سے اتمام نعمت و ہدایت فرض نہ ہوتا تو پھر نیز گوار کی وفات کے بعد تم لوگ نہ میرا کوئی خطہ دیکھتے نہ مجھ سے کوئی ایک حرف سنتے۔

درحقیقت تم لوگ اپنے معاد سے غافل ہو۔ میرا دوسرا فرستادہ تم لوگوں کے پاس گیا، پھر میں نے ابراہیم بن عبدہ کو مقرر کیا اور اس کا خط محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت تم لوگوں تک پہنچایا۔ اور اللہ ہر حال میں مددگار ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ زیادتی کر رہے ہو خیر تم لوگ خود گھٹائے میں رہو گے۔

جو شخص اللہ کی اطاعت سے منحہ موڑے گا، اُس کے اولیاء کی نصیحتوں کو نہ سنے گا وہ رحمت خدا سے دور اور بہت دور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی اطاعت کرو، اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

اللہ تم لوگوں کے ضعف اور بے صبری پر رحم کرے، تم لوگوں کے حق میں میری دعا قبول کرے، میرے ہاتھوں تمہارے امور کی اصلاح کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَوْمَ نَدْعُ كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورة الاحقاف آیت ۲۶)

ترجمہ: (روز قیامت ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔)

اور یہی ارشاد فرمایا ہے :  
”جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ  
يَكُونَ النَّاسُ سَوَاحِدًا عَلَيْكُمْ شَهِيدًا“ (سورة البقرة آیت ۱۴۳)

ترجمہ: (تم لوگوں کو ہم نے ایک درمیانی امت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگ انسانوں کے اعمال کے شاہد بنو اور رسول تم لوگوں کے اعمال کا شاہد بنے۔)

نیز یہ بھی فرماتا ہے :  
”كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ  
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (سورة آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: (تم بہترین امت ہو، جو اس لیے پیدا کیے گئے ہو کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو۔)

لہذا میں تو یہی چاہوں گا کہ قیامت کے دن جب اللہ مجھے بلائے اور میرے ساتھ میرے اہل زمانہ میں سے جس کو بلائے تو یہ دیکھ کر کہ میرا اس سے کتنا تعلق خاطر تھا، اور اس کو ہمارے ساتھ دنیا و آخرت میں رہنے کی کتنی آرزو و تمنا تھی۔

اے اسحاق! اللہ تم پر اور تمہارے بچوں پر رحم فرمائے میں نے تم سے ہر بات وضاحت سے بیان کر دی ہے۔ اس طرح بیان کر دی ہے جیسے کسی ایسے شخص کے سامنے بیان کی جائے جو اس امر امامت کو بالکل سمجھا ہی نہ ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس معاملے میں اس نے قدم نہ رکھا ہو اور بعض باتیں تو اس خط میں ایسی ہیں کہ اگر ان کو سخت سے سخت پتھر بھی سمجھ لے تو یقین ہے کہ خوف خدا اور قلق کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور فوراً اطاعت الہی کی طرف راجع و مائل ہو جائے۔ اب اس کے بعد تم لوگ جو چاہو کرو۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھیں گے۔ اس کے بعد تم لوگ اُس خدا کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو غیب و شہود ظاہر و باطن سب کا جاننے والا ہے اور اس وقت وہ تم لوگوں کو بتائے گا کہ تم نے کیا کیا اعمال کیے ہیں، عاقبت ثقیلوں کے لیے ہے اور بہت زیادہ حمد خدا کے رب العالمین کے لیے ہے۔

اے اسحاق! تم ہمارے پیغام رساں ہو، تم ابراہیم بن عبدہ کو میرا پیغام پہنچا دو اور اللہ اسے توفیق دے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جو میں انشاء اللہ محمد بن موسیٰ نیشاپوری کی معرفت بذریعہ خط اس کو مطلع کروں گا۔ یہ پیغام تمہارے لیے اور تمہارے سارے اہل شہر کے لیے بھی ہے کہ وہ ان احکامات پر عمل کریں جو میں خط میں لکھ کر انشاء اللہ روانہ کروں گا۔

ابراہیم بن عبدہ کو چاہیے کہ وہ میرا خط اپنے اہل شہر کو بھی پڑھ کر سنا دے تاکہ وہ باہر سے مجھ پر اور اللہ کی اطاعت سے متمسک ہو جائیں۔ ابراہیم بن عبدہ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور برکت نازل ہو، نیز میرے دوستداروں کو بہت بہت سلام کہنا اللہ تعالیٰ اپنی توفیق تم سب لوگوں کے شامل حال کرے۔

تمہارے اہل شہر میں سے ہمارا جو دوستدار ہمارے اس خط کو پڑھے یا تمہارے حاضر کے وہ لوگ جو حق سے انحراف نہیں رکھتے، ان پر لازم ہے کہ وہ ہمارے حقوق ابراہیم کے حوالے کر دیں اور ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اسے رازی تک پہنچائے، یا رازی جن کا نام بتائیں اُس تک پہنچائیں اس لیے کہ میرے حکم اور میری رائے سے ہے (انشاء اللہ)

اے اسحاق! تم میرا یہ خط ملالی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی ایک مرد ثقہ پرہیزگار اور اپنے فرائض کو خوب جانتا ہے۔ نیز محمودی کو بھی پڑھ کر سنا دو، وہ بھی اپنی اطاعت کی وجہ سے ہمارے نزدیک محبوب ہے اور جب تمہارا ارادہ بغض ادا جانے کا ہو تو ہمارے موثق وکیل و دہقان جو ہمارے دوستداروں سے ہمارے حقوق کی رقم جمع کرتا ہے اسے بھی پڑھ کر سنا دینا، بلکہ ہمارے دوستداروں میں سے جن کو بھی پڑھ کر سنانا ممکن ہو سنا دینا، بلکہ جو اس خط کی نقل لینا چاہتا ہو اُس کو اس کی نقل بھی دے دینا، یا جو اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہو اسے بھی دکھا دینا، اُن سے نہ

سے کسی نے کہا کہ ایک کینز ہے جو حاملہ معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ اس کینز کو حجرے میں بند کر کے اس پر بخیر اور اس کے ساتھیوں کا پہرہ بٹھا دیا، اور عورتوں کو بھی وہیں رکھا۔ اس کے بعد آپ کے غسل و کفن کا اہتمام ہونے لگا۔ تمام بازاری بستہ ہو گئے۔ میرے والد تمام بنی ہاشم، سرداران لشکر اور حکومت کے محرمین، بلکہ تمام لوگ آپ کے جنازے کے ساتھ تھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا مومن رے میں قیامت برپا ہوگی۔ جب غسل و کفن ہو چکا تو سلطان نے ابو عیسیٰ ابن متوکل کے پاس آدھی بھیجا اور حکم دیا کہ نماز جنازہ پڑھا دو۔

چنانچہ جب آپ کا جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابو عیسیٰ قریب گیا، چہرے سے کفن ہٹایا اور تمام علویوں، عباسیوں، بنی ہاشم، سرداران لشکر، حکومت کے محرمین، قاضیوں اور فقہاء کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ لو! یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا ہیں جو اپنی طبعی موت سے مرے ہیں اور وقت وفات امیر المومنین کے خدام میں سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں میں سے فلاں فلاں اعلیٰ میں سے فلاں فلاں اور قاضیوں میں سے فلاں فلاں موجود تھے۔

پھر ابن عیسیٰ نے آپ کے چہرے پر کفن ڈال دیا، کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کہیں، اس کے بعد حکم دیا کہ جنازہ اٹھاؤ۔ آپ کا جنازہ آپ کے گھر کے درمیانی حصے سے اٹھایا گیا، اور جہاں آپ کے پیر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام مدفون تھے وہاں دفن کیا گیا۔

جب سب دفن وغیرہ سے فارغ ہو کر جلچکے تو سلطان اور ان کے اصحاب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی تلاش کے لیے سجدہ بیتاب ہوئے۔ مختلف گھروں کے تلاشی لی اور ان کی میراث کی تقسیم کو ملتوی کیا، جس کینز پر حاملہ ہونے کا شبہ تھا، اس پر دو سال بلکہ اس سے زیادہ عرصے تک نگران عورتیں اور مرد مقرر کیے گئے۔ جب یہ واضح ہو گیا کہ اس کینز کے حمل نہیں ہے تو اس کے بعد آپ کی میراث آپ کے بھائی جعفر اور آپ کی والدہ فاطمہ کو تقسیم کر دی، مگر آپ کی والدہ نے آپ کی وصیت کا دعویٰ کیا اور قاضی کے سامنے اس وصیت کو ثابت کیا۔ سلطان بہت تلاش میں رہا کہ کہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کا پتہ و نشان مل جائے۔

میراث کی تقسیم کے بعد جعفر میرے والد کے پاس آیا اور بولا: آپ مجھے وہی مرتبہ اور مقام دیدیں جو میرے بھائی اور میرے والد کا تھا۔ (یعنی امامت) میں آپ کو بیس ہزار دینار سالانہ دیتا رہوں گا۔

میرے والد نے اُسے ڈانٹا اور کھڑکی کھری مٹائی اور کہا: اے احمق! تو لوگ سیر باپ اور تیرے بھائی کو امام مانتے تھے ان پر سلطان نے نوع بہ نوع مظالم ڈھائے تاکہ وہ اپنے اس اعتقاد سے باز آجائیں۔ مگر یہ ممکن نہ ہو سکا، وہ ان لوگوں کو ان دونوں کی امامت کے اعتقاد سے نہ ہٹا سکا۔ پس اگر تو اپنے باپ اور اپنے بھائی کے شیعوں کے نزدیک امام ہے تو پھر تجھے اس کی کیا ضرورت ہے کہ سلطان تجھے یہ مرتبہ امامت عنایت کرے، اور اگر تو ان کے شیعوں کے نزدیک امام نہیں ہے تو سلطان کے امام بننے سے کیا فائدہ وہ لوگ تو تجھے ہرگز امام تسلیم نہ کریں گے۔

اس کے بعد میرے والد نے اس کو بہت ذلیل کیا اور حکم دیا کہ آئندہ اگر مجھ سے ملنے کے لیے آئے تو اجازت نہ دی جائے۔

چنانچہ میرے والد جب تک زندہ رہے، اس سے ملاقات نہیں کی۔ معاملہ اسی طرح چلتا رہا اور آج تک سلطان، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے صاحبزادے کی تلاش میں ہے۔ (کمال الدین جلد ۱ ص ۱۲۵-۱۲۰)

حسن بن محمد اشعری اور محمد بن یحییٰ وغیرہ سے روایت ہے ان سب کا بیان ہے کہ احمد بن عبید اللہ بن خاقان قم میں خراج اور مالگذاری کی تفصیل پر مقرر تھا اور اس کے بعد اسی کے مثل روایت کی ہے۔ (اعلام الوری ص ۲۵۴، کافی جلد ۳ ص ۲۱۸-۲۱۷)

## ⑥ = حکومت وقت کو آپ کے فرزند کی تلاش

میں نے محمد بن حسین بن عباد سے خود تو یہ روایت نہیں سنی مگر تاریخ کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات روز جمعہ نماز صبح کے وقت ہوئی۔ اس شب کو آپ نے اہل مدینہ کے نام بہت سے خطوط خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمائے۔ یہ واقعہ درج بالا اول ششم کا ہے۔ وقت وفات آپ کے پاس صیقل نامی کینز اور عقیدہ نامی خادم کے سوا اور کوئی نہ تھا، اور اگر ان کے علاوہ کوئی دوسرا بھی رہا ہو تو اس کا علم اللہ کو ہے۔

عقیدہ خادم کا بیان ہے کہ آپ نے مصطلک کے ساتھ بلا ہوا پانی منگوایا میں نے پانی حاضر کیا، پھر فرمایا: میں نماز پڑھوں گا۔

ہم لوگوں نے آپ کے حجرے میں ایک رومال بچھا دیا۔ آپ نے صیقل سے پانی لیا، چہرہ دھوا۔ دونوں ہاتھ ایک ایک مرتبہ دھوئے، سر کا مسح کیا، دونوں پاؤں کا مسح کیا۔

اپنے بستر ہی پر نماز صبح ادا کی۔ اس کے بعد پینے کے لیے ایک پیالے میں پانی لیا۔ جوں ہی پیالہ منہ کو دکھایا، آپ کے دندان مبارک پیالے پر بیچنے لگے، ہاتھ کا پینے لگا صیقل نے فوراً آپ کے ہاتھ سے پیالہ لے لیا، اور فوراً آپ کی روح مقدس پرواز کر گئی، اور جوار رحمت الہی میں جا پہنچی۔ مٹرن رائے میں آپ کے والد بزرگوار کے پہلو میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اُس وقت آپ کی عمر کامل اتیس سال تھی۔

اسی روایت کے ضمن میں ابن عباد کا بیان ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ کی والدہ گرامی مدینہ سے مٹرن رائے تشریف لائیں اور میراث کے متعلق آپ کے بھائی جعفر کے ساتھ اُن کے بڑے قصبے رہے جس کا بیان باعث طوالت ہے۔ جعفر نے سلطان کے پاس جا کر جعلی کھائی اور وہ راز جسے اللہ نے چھپانے کا حکم دیا تھا، اس کو افشاء کر دیا۔

مگر اس راز کو چھپانے کے لیے اس وقت صیقل کیلئے دعویٰ کر دیا کہ میں حاملہ ہوں۔ لوگ اس کو معتبر کے گھر پکڑ کر لے گئے اور معتبر کی عورتیں اُس کی خادائیں، موثق کی عورتیں اُس کی خادائیں، قاضی ابن ابی شوارب کی عورتیں ہمہ وقت اُس کی نگرانی کرنے لگیں کہ اسی اشار میں صفائے عبا سیوں کے خلاف خروج کر دیا۔ پھر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان یک بیک مرگیا۔ ادھر شاہ زنگ نے بصرہ پر حملہ کر دیا اور ان لوگوں کو مٹرن رائے سے نکلتا پڑا، اور صیقل کی طرف سے ان لوگوں کی توجہ ہٹ گئی۔ (کمال الدین جلد ۲ صفحہ ۱۵-۱۶)

”مروج الذهب“ میں ہے کہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ نے عہد خلافت معتبر میں ۲۶ برس میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔ فرقہ قطعیہ یعنی جہور شیعہ کے نزدیک آپ بارہویں امام حضرت امام مہدی منتظر کے والد گرامی ہیں۔ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد ان لوگوں میں حضرت امام منتظر کے متعلق اختلاف ہوا اور یہ بیس فرقوں میں بکھر گئے۔

نوٹ: حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد لوگ متعدد فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

- ① ایک فرقے نے امام حسن عسکری ؑ کی وفات سے انکار کیا، اور کہا کہ وہ غائب ہیں اور وہی قائم منتظر ہیں۔
- ② دوسرے فرقے نے آپ کی موت کا اقرار کیا، مگر اُن کا خیال ہے کہ وہ از سر نو زندہ ہو جائیں گے اور وہی امام منتظر ہیں۔

تیسرا فرقہ اس عقیدہ پر مبنی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی وفات کے بعد امام علی نقی ؑ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اب امت کے لیے مرجع اہلبیت علیہم السلام کی طرف روٹنا ہے جو حق فرقے کا خیال ہے کہ حضرت امام علی نقی ؑ کی وصیت کے مطابق آپ کے بعد عہد امامت آپ کے بھائی جعفر کا حق ہے۔

پانچواں فرقہ بھی جعفری کی امامت کا قائل ہے مگر برہنہ وصیت حضرت امام حسن عسکری ؑ کی ہے۔

چھٹا فرقہ یہ کہتا ہے کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کے بعد آپ کے صاحبزادے علی امام ہیں اور وہی مہدی منتظر ہیں۔ اُن میں اور قطعیہ امامیہ کے درمیان لغوی اختلاف ہے یعنی یہ کہتے ہیں کہ ان کا نام علی ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ ان کا نام محمد ہے۔

ساتواں فرقہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی امامت ہی کو امام نہیں تسلیم کرتا، وہ کہتا ہے کہ امام وہی ہو گا جس کے کوئی فرزند ہو، تاکہ اپنے باپ کی حیات تک وہ امام رہے۔

اگر امام وہی ہو گا جس کے کوئی فرزند ہو، تاکہ اپنے باپ کی حیات تک وہ امام رہے اور اس کے بعد امام ناطق اور امام حسن عسکری ؑ کے بطن سے پیدا ہوں گے۔

اولاد ہی نہیں ہوتی، پھر وہ کیسے امام ہو سکتے ہیں؟ اُن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ امام حسن عسکری ؑ کی بھائی محمد بن علی نقی نے اپنے والد کے انتقال کے وقت اُن کے غلام نفیس کو ہدایت کی کہ یہ خاندانی کتابیں، یہ خاندانی اسلحے جعفر بن علی کو دے دو۔

یہ بات اُن کے اور اُن کے والد امام علی نقی ؑ کے درمیان طے ہو چکی تھی۔ اس کے بعد جعفر بن علی نے اپنے والد حضرت امام علی نقی ؑ کے بعد امام ہوئے۔

آٹھواں فرقہ وہ ہے جو ریب و شک میں مبتلا ہے، اس کو نہیں معلوم کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی امامت کے انتقال کے بعد امامت اُن کے بھائی یا اُن کے بھائی جعفر بن علی اور اُن کی اولاد کے حصے میں ہے۔ اس لیے وہ حضرت امام حسن عسکری ؑ پر توقف کرتے ہیں۔ آگے کے لیے کچھ نہیں کہتے۔

ان کے علاوہ شیعوں میں اور بھی متعدد فرقے ہیں۔

## ④ - شیعوں میں افتراق

ابو غانم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابو محمد حسن عسکری ؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ سنیوں میں اختلاف ہے اور شیعوں میں افتراق پیدا ہوا۔



چنانچہ اسی سہ ماہ میں آپ نے وفات پائی اور آپ کے شیعوں اور نصرت کرنے والوں میں مافراق پیدا ہو گیا۔ کچھ حنفیوں کی طرف مائل ہو گئے، کچھ نے اس کو امام مان لیا، مگر شک میں رہے، کچھ گو مگو میں رہے، کچھ لوگ اللہ کی توفیق سے اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔

دکھانہ الاثر ۲۲۶

• اُبی اور ابن ولید دونوں سعد بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ اُس کا بیان ہے کہ جو لوگ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے وقت موجود اور اُن کے وفات میں شریک نہ تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا، اور وہ اتنے تھے کہ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا، اور ان میں ایسے بھی لوگ تھے کہ اُن جیسوں پر کذب و دروغ کے الزام لگانے کا کوئی جواز نہیں۔

الغرض حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے اٹھارہ یا اسی زیادہ سال بعد ۳۸۴ھ میں ہم احمد بن عبد اللہ ابن حاکم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ وہ اس وقت خلیفہ وقت کی طرف سے خراج و مالگذاری وصول کرنے کے لیے عامل مقرر تھا، مگر وہ اول درجہ ناصبی اور آل ابوطالب کا شدید ترین دشمن تھا۔ دوران گفتگو میں آل ابی طالب میں سے اُن لوگوں کا ذکر چھڑ گیا جو سُمرن رائے میں مقیم ہیں، وہ یہ کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ ان میں صلاحیت کیسی ہے؟ بادشاہ کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کیا ہے۔

احمد بن عبد اللہ نے بتایا کہ میں نے سُمرن رائے میں علویوں کے اندر اہل بیعت و سلطان وقت اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک ہر اہل بیت و خاموشی و عفت و کرم میں حضرت امام حسن علی بن محمد بن رضا علیہ السلام جیسا شخص نہ دیکھا، نہ سنا۔ یہ لوگ اپنے بزرگوں پر بھی، اُن کی عقیدہ سمجھتے تھے اور اسی طرح سرداران لشکر اور وزراء و کاتبین اور عوام الناس بھی ان کا احترام کرتے۔ احمد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے پس پشت کھڑا تھا اس روز دیار عام تھا کہ حاجبین دربار آئے اور عرض کیا کہ حضرت ابن رضا دروازے پر ہیں میرے والد نے باواز بلند کہا، انہیں فوراً آنے کی اجازت دو۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان، سرگیں آشکیں، میانہ قد، حسین چہرہ، گدازدہن چہرے سے ہیبت و جلال آشکارا، اندر داخل ہوئے۔ میرے والد نے جب انہیں آتے ہوئے دیکھ کر ان کے استقبال کے لیے اُٹھ کر خود چند قدم آگے بڑھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے بنی ہاشم میں سے کسی کے لیے یا کسی سردار لشکر کے لیے یا کسی ولی عہد کے لیے ایسا کیا ہو۔ جب میرے والد اُن کے قریب پہنچے تو گلے لگایا۔ اُن کے چہرے اور دونوں کانوں کو بوسہ دیا۔ اُن کا ہاتھ لے کر سامنے میں ڈالا اور انہیں ملا کر اپنے منہ سے پر بٹھایا جس پر وہ خوب بیٹھے ہوئے تھے اور اُن

پہلو میں اُن کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے، اُن سے باتیں کرنے لگے اور نام کے بدلے احترام اُن کی کنیت استعمال کرتے اور کہتے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر سید تعجب ہوا اتنے میں چند حاجبین دربار آئے اور بولے امیر موفّق آیا ہے۔

امیر موفّق جب میرے والد کے پاس آیا کرتا تو اس کے لیے حاجبین اور مخصوص خدام آگے بڑھ کر استقبال کرتے، نیز میرے والد کی مجلس (جائے نشست) اور گھر کے دروازے کے درمیان دو پردے لٹکا دیتے، تاکہ بے تکلف آنا جانا رہے۔

ابھی میرے والد اس نوجوان سے مصروف گفتگو ہی تھے کہ اُن کی نظر موفّق کے خدام خاص پر پڑی۔

انہوں نے اُس نوجوان سے کہا: اے ابو محمد! میں آپ پر قربان، اگر آپ چاہیں، تو یہاں سے اُٹھ کر دوسری طرف چلے جائیں۔

پھر اپنے غلام سے کہا، انہیں پردوں کے پیچھے لیجاؤ تاکہ موفّق کی نظر ان پر نہ پڑ سکے۔ اُس کے بعد میرے والد نے اُٹھ کر انہیں گلے لگایا، اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور وہ پس پردہ چلے گئے۔

میں نے اپنے والد کے حاجبوں اور غلاموں سے پوچھا، یہ بتاؤ کہ یہ کون ہیں جن کے ساتھ میرے والد اس طرح پیش آئے۔

انہوں نے عرض کیا، یہ ایک مردِ علوی ہیں، ان کا نام حسن بن علی ہے مگر ابنِ خا کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ سن کر مجھے اور تعجب ہوا۔ میں دن بھر اس نوجوان کے اور اپنے والد کے درمیان ان روابط پر سوچتا اور غور کرتا رہا، یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میرے والد کی عادت تھی کہ بعد نمازِ عشاء بیٹھے اور ضروری حکامات کو، نیز جو معاملہ سلطان کے سامنے پیش کرنا ہوتا اسے دیکھتے تھے۔

اب جبکہ وہ ان تمام امور سے فارغ ہو کر بیٹھے، تو میں بھی اُن کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ تاکہ کچھ دریافت کر دوں۔

میرے والد نے کہا، احمد! کیا تمہیں کچھ کام ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں، بابا! اگر آپ کی اجازت ہو تو ایک بات پوچھوں۔

انہوں نے کہا، ہاں ہاں، پوچھو۔ میں نے کہا، بابا وہ کون شخص تھا جس کو میں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ



امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور اپنے بعد ان کی امامت پر نص فرمایا۔ نیز مجھے اور اپنے خدام کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا۔ (اعلام النوری ص ۳۵)

ابن قولیہ نے کلینی سے اسی کے مثل روایت کی ہے (الارشاد ص ۳۵)

یحییٰ بن بشیر عسکری سے بھی اسی کے مثل روایت ہے (فی جلد ۳۲۵)  
(مجموعہ طوسی ص ۱۳۲-۱۳۱)

## ۱۲ = نص آخر :

علی بن عمر نوفلی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کے ساتھ آپ کے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے آپ کے فرزند ابو جعفر محمد کا گدڑ ہوا۔

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قرآن، کیا آپ کے بعد یہ ہم لوگوں کے امام ہوگا؟ آپ نے فرمایا، نہیں، میرے بعد تم لوگوں کے امام حسن بنو گے۔ (الارشاد ص ۲۱۵) (اعلام النوری ص ۳۵، کافی جلد ۱ ص ۲۲۵-۲۲۶)

## ۱۳ = نص آخر :

عبد اللہ بن محمد اصفہانی کا بیان ہے کہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد تم لوگوں کا امام وہ ہوگا جو میری نماز جنت میں پڑھے گا۔

راوی کا بیان ہے۔ اس سے پہلے حضرت ابو محمد (حسن عسکری) علیہ السلام بھی جنت میں تھے، مگر امام علی النقی علیہ السلام کی وفات پر وہ برآمد ہوئے اور انھوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (الارشاد ص ۳۱۵)

## ۱۴ = نص آخر :

علی بن جعفر کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمد کا انتقال ہوا تو میں وہاں موجود تھا۔ آپ نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا، اے فرزند! خدا کا شکر کہ امرا امامت تمہارے حصے میں ہے۔ (اعلام النوری ص ۳۵، الارشاد ص ۳۱۵)

## ۱۵ = نص آخر :

علی بن حنریار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن (امام علی النقی) علیہ السلام سے عرض کیا، اگر نعوذ باللہ آپ کو کچھ ہو گیا تو پھر ہم لوگ کس کی طرف رجوع کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، میرے بعد میرا عہدہ امامت میرے بڑے فرزند علی حسن عسکری کو ملے گا۔ (الارشاد ص ۲۱۶)

## ۱۶ = نص آخر :

علی بن عمرو عطاری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ کے فرزند ابو جعفر زندہ تھے اور میرا گلن تھا کہ آپ کے بعد یہی (ابو جعفر) آپ کے جانشین ہوں گے میں نے عرض کیا، میں آپ پر قرآن، کیا آپ کے بعد یہ ہم لوگوں کے امام ہوگا؟ آپ نے فرمایا، میری اولاد میں سے کبھی کسی کو خاص الخاص الخاص نہ سمجھو جیتک کہ میں تم لوگوں کو کوئی حکم نہ دوں۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے وفات ابو جعفر کے بعد آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ (آپ کے بعد) یہ امر امامت کس کے لیے ہے؟

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا، امر امامت (میرے بعد) میری سب سے بڑی اولاد کے لیے ہے اور ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام جعفر (کتاب) سے بڑے تھے۔ (الارشاد ص ۳۱۶)

## ۱۷ = نص آخر :

بنی ہاشم کی ایک جماعت سے روایت ہے جس میں حسن بن حسین افسس بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جس روز حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند محمد کا انتقال ہوا یہ سب لوگ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ آپ کے لیے صحن خانہ میں ایک فرش بچھا ہوا ہے لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کا اندازہ ہے کہ آل ابی طالب اور بنی عباس کے تقریباً ڈیڑھ سو آدمی اس وقت آپ کے پاس بیٹھے تھے ان کے علاوہ آپ کے منام اور دوسرے لوگ بھی تھے کہ اتنے میں نظر اٹھائی تو دیکھا کہ آپ کے فرزند

حضرت حسن عسکری علیہ السلام گریبان چاک آپ کے پیلو میں اگر کھڑے ہو گئے، اُس وقت ہم لوگ اُن کو پہچانتے بھی نہ تھے۔

اُن کے کھڑے ہونے کے ایک ساعت بعد حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے فرزند! خدا کا شکر ادا کرو کہ اُمّی نے امیرِ امامت کو تمہارے لیے بھیج دیا ہے۔

یہ سن کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رونے لگے اور اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پھر فرمایا: اللہ رب العالمین کی حمد اور اس کا شکر ہے کہ اُس نے ہم پر اپنی نعمت کو تمام کیا۔ اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

ہم نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا، یہ امام علی النقی علیہ السلام کے فرزند حسن ہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق اُس وقت آپ کی عمر تقریباً بیس سال ہوگی۔ اُس دن ہم نے انہیں پہچانا اور سمجھ گئے کہ امامت کے لیے ان ہی کو انتخاب کیا گیا ہے۔ اور ان ہی آپ نے اپنا جانشین نامزد فرمادیا ہے۔ (کافی جلد ۱ - صفحہ ۳۲۶-۳۲۷) (الارشاد صفحہ ۳۲۶-۳۲۷)

## ۱۸۔ نص آخر :

ابو جعفر ہفکی سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام نے مجھے خط میں لکھا کہ میرا فرزند ابو محمد (امام حسن عسکری علیہ السلام) اکل حسد میں صبحِ ترنِ فطرت کا مالک ہے اور ان میں سب سے زیادہ مؤثق اور صاحبِ حجت یہ میری اولاد میں سب سے بڑا ہے یہی میرا جانشین ہے، امامت کا عہدہ اسی کو طے گا جو مسلمانوں کے لیے اچھا چاہتے ہو، اس سے پوچھو، اس کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی تمہیں احتیاج ہے۔ (اعلام الوری، صفحہ ۲۵۱، کافی جلد ۱ - صفحہ ۳۲۶-۳۲۷، الارشاد صفحہ ۳۲۶-۳۲۷)

# بحار الانوار



## باب



بعض معجزاتِ مکارمِ اخلاق  
اور  
دیگر امور

احترام و اکرام کا سلوک کر رہے تھے ؟ اور فرما رہے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

انہوں نے کہا بیٹے ! وہ ابنِ رضا ہیں جو رافضیوں کے امام ہیں !  
پھر تھوڑی دیر خاموش رہے، اس کے بعد بولے بیٹے ! اگر یہ خلافت بنی عباس کے  
نکلی تو بنی ہاشم میں اس خلافت کا مستحق ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اور یہ استحقاق ان کو اپنے  
فضل و شرف، اپنی عفت و ہدایت، اپنی صیانت نفس، اپنی پرہیز گاری اور عبادت اپنے بہترین  
اختلاق و صلاحیت کی بنا پر ہے۔ تم انہیں جب دیکھو گے تو یہ سمجھو گے کہ ایک مرد جلیل و شریف  
اور عالم و فاضل کی زیارت سے مستفیض ہو رہا ہوں۔

جب میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق یہ سنا تو مجھے اپنے والد پر غصہ آیا۔  
لیکن میں ان کے حالات لوگوں سے دریافت کرتا اور ان کے متعلق بحث کرتا رہا۔ میں نے بنی ہاشم  
سرداران لشکر، کاتبان حکومت، قاضیانِ مملکت، فقہائے عصر اور تمام لوگوں میں جس کسی سے بھی  
ان کے متعلق دریافت کرتا، یہی معلوم ہوتا کہ ان لوگوں کے نزدیک ان کا درجہ اعظام و اکرام ہے،  
سب ان کو اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اور اہل بیت اپنے بوڑھوں اور بزرگوں پر بھی انہیں  
مقدم سمجھتے ہیں۔ مگر ہر ایک یہی کہتا کہ وہ رافضیوں کے امام ہیں۔ پھر تو میرے نزدیک ان کی قدر و منزلت  
اور بڑھ گئی۔ میں نے ان کے تمام دوست اور دشمن سب کو دیکھا کہ وہ سب ان کے مزاج تھے۔  
ایک مرتبہ میرے والد کی مجلس میں کچھ اشعری بھی موجود تھے۔

ان میں سے ایک نے پوچھا اے ابو بکیر ! یہ بھی تو بتائیں کہ ان کے بھائی جعفر کا

کیا حال ہے ؟

انہوں نے کہا، جعفر کون ہے جس کا حال معلوم کیا جائے، یا جس کا نام ان کے  
ساتھ لیا جائے۔ جعفر بالاعلان فقیہ و فاجر میں مبتلا رہتا ہے، بے شرم و بے حیا اور شاربِ خمر ہے  
تم نے ایسے لوگ کم ہی دیکھے ہوں گے۔ وہ نرا گھصا اور حق ہے۔

## ایک شبے کا ازالہ

واضح ہو کہ ۱۱۰۶ھ میں سمرقند کے اندر روضہ منورہ عسکریہ ایک حادثہ سے دوچار ہوا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ سمرقند کے اندر روضہ منورہ عسکریہ اور اجلاط قنبر  
غلبہ پالیا۔ ان کے ظلم و ستم سے عاجز آکر وہاں کے سادات و اشراف اپنا گھر بار چھوڑ کر گریں اور  
ان روضیوں اور اجلاط عرب نے روضہ مقدس کے احترام و اکرام میں بے وقوفی سے کام لیا۔  
چنانچہ ایک شب روضہ کے اندر چراغ کسی نامناسب جگہ رکھ دیا گیا اور گھبراہٹ  
ہوا فقیر اتفاقاً گھر پر اس سے روضہ کے فرش اور لکڑیوں نے آگ پکڑ لی، جس کے باعث  
کوئی رہ نہ گیا تھا جو اس کو بروقت بجھا دیتا، اس لیے روضہ کے سارے قریب و دور  
مقدس صندوق وغیرہ جل گئے۔ یہ چیز ضعیف العقل شیعوں کے اعتقادات میں بڑی  
ناصیوں میں بیباکی و گستاخی میں اضافہ کا سبب بن گئی۔ حالانکہ ان جاہلوں کو یہ نہیں معلوم  
سے اللہ کی بارگاہ میں ان ذوات مقدسہ کی بلند مقام اور رفعت شان میں کوئی فرق  
یہ حادثہ وہاں کے موجود باشندوں سے اللہ کی ناراضگی کی علامت ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ  
ہی ہوتا رہے۔ کیونکہ معجزہ معراج کثیرہ اور اسرارِ خفیعہ کے تابع ہوتا ہے۔ ایسے واقعات  
مکلفین کو ان کے فریضہ کا احساس دلانا اور ان کی تنبیہ و آرزوئیں بھی قیام میں رکھنا ہے۔  
علاوہ ازیں ایسے واقعات و حادثات تو مدینہ منورہ کے اندر روضہ مقدسہ میں  
بھی پیش آچکے ہیں۔ چنانچہ شیخ کامل و فاضل یحییٰ بن سعید اپنی کتاب "جامع التواریخ" باب اللہ  
میں تحریر فرماتے ہیں کہ مدینہ جلنے کا موقع ملے تو مستحب ہے کہ آنحضرت کے ممبر کے پاس  
نماز پڑھی جائے۔ اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر اس سال یعنی ۱۰۵۵ھ میں ماہ رمضان ۱۰۵۵ھ میں  
اندر منبر رسول اور مسجد رسول کی چھتیں سب جل گئیں اور اب اس کے بعد یہ چیزیں  
نیز صاحب کتاب "عیون التواریخ" جو فاضل مخالفین میں سے ہیں، نے  
واقعات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ شب جمعہ یکم ماہ رمضان ۱۰۵۵ھ میں  
صلی اللہ علیہ وسلم میں آگ لگی اور اس کی ابتداء شمال مغرب کے گوشے سے ہوئی  
کے اندر داخل ہوا اس کے ساتھ آگ تھی اس سے وہاں کی بعض چیزیں

## ① = آپ کے سرِ اقدس کا نور

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کے غلام بذل کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سوئے تھے اور آپ کے سر مبارک سے ایک نور سا طبع تھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا۔  
(مختار الخوارزمی ص ۱۵ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۰۳)

• کتاب الدلائل میں بھی اسی کے مثل روایت ہے

## ② = اطلاع آمدِ امام مہدی

عیسیٰ بن مہج سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہم لوگوں کے پاس قید خانے میں آئے میں آپ کو پہچاننا چاہا آپ نے مجھ سے فرمایا، تمہاری عمر اس وقت بیسٹھ سال اتنے چھینے اور اتنے دن کے میرے پاس دعاؤں کی کتاب تھی جس میں میری تاریخ پیدائش تحریر تھی۔ میں نے اسے دیکھا تو رافتا جو آپ نے فرمایا تھا وہ بالکل صحیح تھا۔  
آپ نے پھر پوچھا، تمہارے کوئی لڑکھ ہے؟  
میں نے عرض کیا، نہیں۔  
آپ نے فرمایا، پروردگار! اس کو ایک لڑکا عنایت فرما جو اس کا بازو بنے۔ کیونکہ وہ باپ کے لیے بہترین بازو ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ، کیا آپ کے بھی کوئی بیٹا ہے؟  
آپ نے فرمایا، ہاں، خدا کی قسم میرے ایک بیٹا ہوگا جو زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ مگر اس وقت تو کوئی لڑکا نہیں ہے  
(مختار الخوارزمی)

## ③ = ظہورِ امام مہدی اور انہدامِ منارِ مساجد

ابو ہاشم جعفری کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے اثنائے گفتگو ارشاد فرمایا، جب امام قائم (مہدی) کا ظہور ہوگا تو وہ حکم دیں گے کہ مسجدوں کے تمام منارے اور مقصورے (مینار اور کنگرے) منہدم کر دیے جائیں۔  
میں نے اپنے دل میں کہا، آخر وہ ایسا کیوں کریں گے؟

میرے دل میں یہ بات آتے ہی آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ وہ ایسا اس لیے کریں گے کہ یہ حدیث اور بدعت ہے۔ نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی مسجد میں کوئی مینار یا مقصورہ بنانے کا حکم دیا، اور نہ کسی حجت خدا نے نبویا۔ (مناقب آل ابی طالب جلد ۳ ص ۲۲۷)

(غیبۃ الشیخ ص ۱۳۳)

• کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے ابو ہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔  
(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۹۶)

• اعلام الوری میں بھی اسناد کے ساتھ جعفری کی یہی روایت مرقوم ہے۔  
(اعلام الوری ص ۲۵۵)

## ④ = اسحاق کندی کی تناقضِ قرآن

## اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تردید

ابو القاسم کوئی نے کتاب التبدیل میں تحریر کیا ہے کہ اسحاق کندی جو عراق میں اپنے زمانے کا سب سے مشہور فلسفی تھا اس نے ایک کتاب "تناقض القرآن" تصنیف کرنی شروع کی۔ اسے اپنی اس تصنیف پر بڑا ناز ہوا، اور اپنی جگہ پر سمجھنے لگا کہ اس نے علماء میں ایک منفرد مقام حاصل کر لیا ہے۔  
اس کا ایک شاگرد، ایک دن حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے اس سے ارشاد فرمایا، کیا تم میں کوئی ایسا مرد رشید نہیں ہے جو اپنے استاد کندی کو اس کام سے باز رکھ سکے جو وہ قرآن کے سلسلے میں کر رہا ہے؟  
اس شاگرد نے عرض کیا، مگر ہم لوگ تو اس کے شاگرد ہیں ہمارے لیے یہ بات کب مناسب ہے کہ اس کے کسی بھی کام پر اعتراض کریں؟



دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ چھت بھی جلنے لگی پھر وہاں سے تیزی کے ساتھ آگے بڑھی اور لوگوں نے آگ بجھانے کی فوراً کوشش کی مگر مسجد کی ساری چھتیں جل گئیں، بلکہ بعض ستونوں کے لیے بھی پتھل گئے، لا اور ہر سب کچھ لوگوں کے سونے سے پہلے ہو گیا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کی چھت بھی جل گئی اور لوگوں نے جمعہ کو نماز صبح دوسری جگہ پڑھی۔ بلکہ تاریخ کی کتابوں میں تو یہاں تک ہے کہ قرامطہ نے خانہ کعبہ کو مسمار کیا اور حجاب اسود وہاں سے اٹھا کر لے گئے اور اسے مسجد کوفہ میں نصب کر دیا مگر ان میں سے کسی موقع پر کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور اللہ کی طرف سے ان موافق پر فوراً کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی، بلکہ کچھ زمانے کے بعد ان شہروں میں وہاں کے باشندوں پر غضب الہی کے آثار ظاہر ہوئے جس طرح سامرہ میں روضہ عسکریں کے جلنے کی وجہ سے غضب الہی کا اظہار اس طرح ہوا کہ روم پر عربوں کو فتح ہوئی، ان کے کئی شہر انھوں نے جپیں دیے، ان کے بیشمار آدمی قتل ہوئے اور یہ جنگ کی آگ ان اطراف میں تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔

پھر ان کی سلطنت پر افترنگی قابض ہو گئے، اور انھوں نے بھی ان کے بیشمار آدمی قتل کیے، اور یہ سب نتیجہ تھا اس امر کا کہ انھوں نے امور دین میں نساہی برتی اور ائمہ علیہم السلام کے احترام میں بے توقیری سے کام لیا۔

اور تذکرہ بالا ہی غضب الہی کی شہادت کے لیے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ بخت نصر کا بیت المقدس پر قابض ہونا، اس کو منہدم کرنا، اس کے احترام کو بر باد کرنا، حالانکہ بیت المقدس انبیاء اور اوصیاء کا تعمیر کردہ تھا۔ وہ سب سے بڑی عبادت گاہ اور سب سے بڑی مسجد تھی قبلہ اولیٰ تھا، مگر بخت نصر نے وہاں کئی ہزار بنی اسرائیل کے اصفیاء و صلحاء و اخیاء اور رہبان کو قتل کر ڈالا۔ یہ بھی اس لیے ہوا کہ بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی نافرمانی کی، ان کی مدد نہیں کی، ان کی شان میں گستاخیاں کیں اور انھیں قتل کیا تھا۔

بہر حال جب سمرقن رائے میں روضہ عسکریں کے جلنے کی خبر جب سلطان حسین کو پہنچی تو انھوں نے اس روضہ کی تعمیر نو کو اپنے لیے فرض عین سمجھا، اور حکم دیا کہ چاروں صندوقوں کی ترصیف و تزین کر دی جائے اور قبر کے گرد جالی مار ڈری جائے جو انتہائی خوش کن اور دیدہ زیب ہو۔

(فقط) تمت بالخیر